عربی عبارات کا معیاری ادبی ترجمہ کرنے سے متعلق اہم ترین
اصول و آداب پر مشتمل کتاب بنام

ترجمہ کیسے کریں؟

(حصہ دوم)

حضرت علامہ مولانا
ابو ریان تصور حسین قادری مدنی
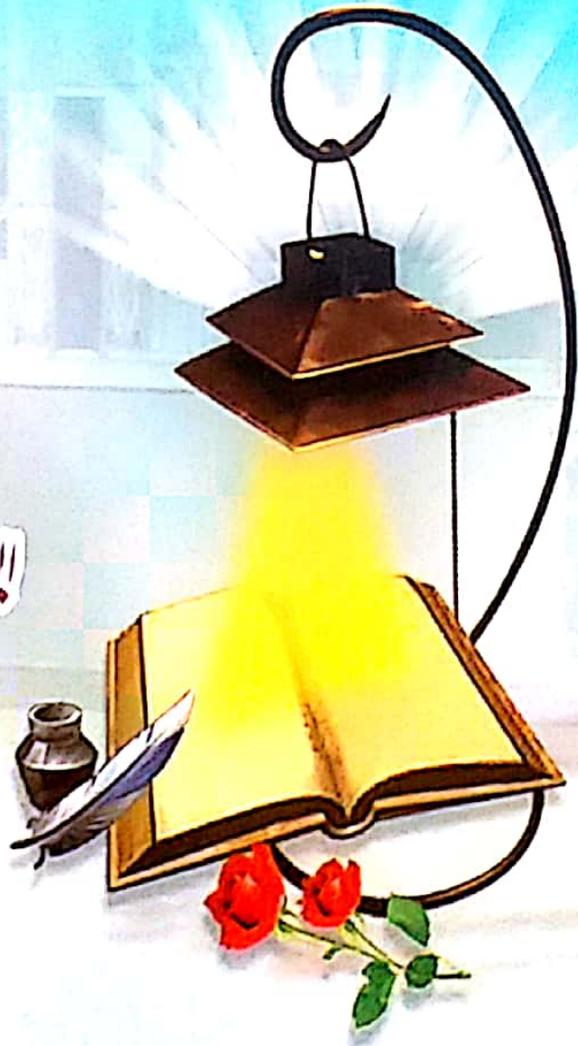
مکتبہ حسان
0331-2476512

❀..........❀..........❀

کتاب کا نام ﴿ترجمہ کیسے کریں؟﴾

حصہ:............ دوم

مصنف: ابوریان تصور حسین بن غلام سرور بن علیم الدین بن نصیر الدین

سن اشاعت اول:.... رمضان المبارک 1439 ہجری بمطابق جون 2018ء

ناشر .... مکتبہ حسان

❀❀❀

☆☆........ **ملنے کا پتہ**...... ☆☆

..........❀..........❀..........

مکتبہ غوثیہ کراچی ۔ مکتبہ قادریہ کراچی ۔ الغنی پبلی کیشنز کراچی

کتب خانہ امام احمد رضا لاہور۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور۔ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور

مکتبہ حسان فیضان مدینہ نزد عسکری پارک پرانی سبزی منڈی کراچی

email:madani3226@gmail.com

انتساب

یہ کاوش والدین محترمین کی دعاؤں کا ثمرہ ہے اس لئے والدین کی طرف اس خدمت کو منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

اللہ تعالی میرے والد محترم شیخ غلام سرور صاحب کی صحت وعمر میں عافیت کے ساتھ برکت عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں بھلائی نصیب فرمائے اور میری والدہ محترمہ، اور علیم الدین، شوکت، سراج، صحاب الدین، غلام نبی، اور دیگر مرحوم عزیز وا قارب کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم.

ابوریّان تصور حسین عطاری قادری مدنی

03451394613

(خانپور، پنجاب)

عرض مصنف

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ عربی زبان سمجھنے کے لیے عربی اصول وقواعد، عربی اسلوب ومزاج جاننا ضروری ہے اور آج کے دور میں عربی سمجھنے اور ترجمہ کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں جس کی وجہ سے طلبہ عربی زبان کو مشکل جانتے ہوئے راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اس طرح وہ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے دوری اختیار کرتے ہیں۔

عربی سمجھنے اور ترجمہ کرنے میں مشکلات پیش آنے کا ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ وہ عربی عبارات کا معیاری ادبی ترجمہ کرنا نہیں سیکھتے حالانکہ ترجمہ کرنا بھی باقاعدہ ایک فن ہے ایک شعبہ ہے، اسے سیکھنا پڑے گا، مثلاً:

طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس لفظ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں اس کے بارے میں یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ ترکیب کلام میں اس کی نحوی حیثیت کیا ہے؟ یہاں موقع کی مناسبت سے اس لفظ کا معیاری ادبی ترجمہ کیا ہونا چاہیے؟

مثلاً: اگر ذوالحال ہے تو نو (9) چیزوں میں سے کیا چیز ذوالحال بن رہی ہے؟ اگر حال ہے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ لفظ کے اعتبار سے، زمانے کے اعتبار سے اور ذوالحال سے تعلق ہونے کے اعتبار سے حال کی کونسی قسم ہے؟ محاورتی تعبیر کے مطابق حال کا ترجمہ کرنے کے سینتیس (37) طریقوں میں سے یہاں کونسا ترجمہ معیاری اور دلکش ترجمہ کہلائے گا؟

جب طلبہ ترجمہ کرتے وقت اس طرح غور وفکر کرنے کی عادت بنائیں گے تو امید

ہے کہ ترجمہ کی کمزوریوں سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔

اس کتاب کے ذریعے لام تعریف، تنوین، جملہ اسمیہ، لفظ "اَمَّا" اور حال کا ترجمہ کرنے کے مختلف طریقوں اور آداب سے آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لہٰذا اگر ترجمہ کرتے وقت ان اصول و آداب کو مدنظر رکھیں گے تو ان شاء اللہ بہت مفید و سود مند ثابت ہوں گے۔

اللہ کے فضل سے 26 شعبان المعظم 1439 ہجری بمطابق 13 مئی 2018ء اس کتاب پر کام شروع کیا اور 25 رمضان المبارک 1439 ہجری بمطابق 10 جون 2018ء کو اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس کتاب کو قرآن و حدیث سمجھنے کا ذریعہ، صدقہ جاریہ اور مغفرت کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تبصرہ

ڈاکٹر ظہور احمد دانش

(ایم اے عربی، ایم اے صحافت/ڈی ایچ ایم ایس)

(چیف ایڈیٹر: ماہنامہ کشمیر دوست میڈیا ٹریز)

دنیا میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں، ہر زبان کا اپنا لہجہ اور اپنا انداز ہوتا ہے، ترجمہ کرنے والا قوموں اور ملکوں کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کرتا ہے جو اپنے کام اور نوعیت کے اعتبار سے نہایت ہی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

زیر نظر کتاب ادب ہی کا ایک شاہکار ہے، کسی کتاب کی صحت اور اس کی سند کے لیے مصنف کا اس فن پر گرفت، اس فن کی باریکیوں پر ماہرانہ نظر اور اس فن کو سمجھنے اور سمجھانے میں کس قدر وقت صرف کیا ان تمام باتوں سے اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔

آپ کے زیر مطالعہ کتاب ''ترجمہ کیسے کریں'' بھی انہی اوصاف سے متصف ہے ابوریان تصور حسین مدنی جن کا آبائی تعلق خانپور پنجاب سے ہے۔ اس فن کی خدمت میں موصوف نے زندگی کے قیمتی دس سال صرف کئے۔

اس سے قبل ''ترجمہ کیسے کریں'' کا پہلا حصّہ شائع ہوا جس پر موصوف کو علمی حلقوں سے کافی پزیرائی ملی، ناچیز کو حصّہ دوم کا طائرانہ مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔

مجھے مطالعے کے دوران بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ لیکن ایک نکتہ میں نے نوٹ کیا مصنف ہمہ جہت ترجمہ کرنے کے فن کو بخوبی نا صرف جانتے ہیں بلکہ اس کو بیان کرنے کی قدرت اور امثلہ سے سمجھانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔

تبصرہ

زیرِ مطالعہ ''ترجمہ کیسے کریں'' حصہ دو میں مصنف مولانا ابوریان تصور حسین مدنی نے ''نکرہ کا ترجمہ کرنے مختلف طریقے''، ''جملہ اسمیہ کا ترجمہ کرنے مختلف طریقے''، ''انما کا ترجمہ کرنے کے مختلف طریقے''، کل نو چیزیں ذوالحال بنتی ہیں''، حال کی مختلف قسمیں، ذو الحال کی مختلف قسمیں، حال کا معیاری ترجمہ کرنے کے مختلف طریقے''، ''اذا کا ترجمہ کرنے کے مختلف طریقے'' جیسے گوشوں کو نہایت ماہرانہ انداز میں امثلہ کی روشنی میں پیش کیا۔

قارئین: اگر آپ مذکورہ بالا گوشوں پر توجہ فرمائیں تو محسوس ہوتا ہے کہ مصنف نے ترجمہ نگاری کے حوالے سے ان جہات کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے جن کا عموماً اتنا اہتمام نہیں کیا جاتا یا پھر اگر بیان کیا بھی جاتا ہے وہ ضمناً بر سبیل تذکرہ کی حد تک ہوتا ہے۔

میں دُعا گو ہوں اللہ عزوجل مصنف کی اس کوشش کو ان کے لیے توشہ آخرت اور ذریعہ مغفرت بنائے اور دنیا و آخرت میں سعادت مند بنائے۔ آمین۔

جب اسم پر الف لام داخل ہو تو ترجمہ کیسے کریں؟

معنی کے اعتبار سے الف لام (لام تعریف) کی قسمیں:

(1): الف لام استغراقی۔

(2): الف لام جنسی۔

(3): الف لام عہد خارجی۔

(4): الف عہد ذہنی۔

(5): لام تعریف اسم موصول بمعنی الذی.

(6): لام تعریف: زائدہ۔

(7): لام تعریف: عوضی۔

نوٹ:

جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو تو ترجمہ کرنے سے پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ یہاں الف لام کس معنی میں ہے؟ لہذا موقع کی مناسبت سے کسی ایک قسم کا تعین کر کے اسم کا ترجمہ کیا جائے۔

(1): الف لام استغراقی:

جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو اور موقع محل اور قرینہ سے یہ واضح ہو جائے کہ متکلم نے الف لام استغراقی مراد لیا ہے تو یہ الف لام کُل کے معنی میں ہوگا۔ اس صورت میں الف لام کا ترجمہ: "تمام" یا "سب" کے ساتھ کیا جاتا ہے، جیسے:

جاءَ الرجلُ:

اگر یہاں الف لام استغراقی مراد لیں تو اس کا ترجمہ یوں ہوگا:

تمام مرد آئے / سب مرد آئے۔

(2): الف لام جنسی:

جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو اور موقع محل اور سیاق وسباق سے یہ واضح ہو جائے کہ متکلم نے الف لام جنسی مراد لیا ہے تو اس صورت میں ترجمہ کرتے وقت جنس کا اعتبار کریں گے جنس کے افراد کا اعتبار نہیں کریں گے۔ جیسے:

جاء الرجل:

اگر یہاں الف لام جنسی مان لیں تو یہ قضیہ طبعیہ بنے گا یعنی اب یہاں جنس کا اعتبار کریں گے جنس کے افراد کا اعتبار نہیں کریں گے، لہذا الف لام جنسی مراد ہونے کی صورت میں ترجمہ یوں ہوگا:

جنسِ مرد آیا۔

مطلب یہ کہ کہنے والے کے پیش نظر جنسِ مرد ہے اس کے نزدیک افراد: مقصودِ کلام نہیں ہیں اگرچہ جنس کے ضمن میں اس کے تمام افراد پائے جاتے ہیں مگر ان افراد کی تعداد بیان کرنا مقصود نہیں ہوتا کہ ایک مرد آیا یا سب مرد آئے۔

(3): الف لام عهد خارجي:

جب کسی اسم پر الف لام داخل ہو اور موقع محل اور قرینہ سے یہ واضح ہو جائے کہ متکلم نے الف لام عہد خارجی مراد لیا ہے تو اس صورت میں مخصوص معین فرد مراد ہوتا ہے۔

عموماً الف لام عہد خارجی کا ترجمہ: "وہ" یا "اس" کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

اور کبھی "وہ" یا "اس" کے ساتھ ترجمہ نہیں کرتے۔

نوٹ:

الف لام عہد خارجی کی پہچان کی دو صورتیں ہیں:

(1): جس اسم پر الف لام عہد خارجی داخل ہوتا ہے یا تو لفظوں میں نکرہ کی صورت میں اس اسم کا پہلے ذکر ہو چکا ہوتا ہے پھر اسے الف لام عہد خارجی سے معرفہ کر کے ذکر کرتے ہیں تا کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ یہاں اس اسم سے وہی اسم مراد ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، کوئی دوسرا نیا اسم مراد نہیں ہے۔

مثال:

اشتریتُ داراً ثم بِعتُ الدارَ:

میں نے ایک گھر خریدا پھر میں نے وہ گھر/اس گھر کو بیچ دیا۔

جاء رجل وشرب الماء ثم ذهب الرجلُ:

ایک مرد آیا، اس نے پانی پیا پھر وہ مرد چلا گیا۔

اس مثال میں پہلے اسم نکرہ کا ذکر ہوا پھر اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اسے الف لام عہد خارجی سے معرفہ کر کے ذکر کیا گیا ہے۔

(2): جس اسم پر الف لام عہد خارجی داخل ہوتا ہے لفظوں میں تو اس اسم کا پہلے ذکر نہیں ہوا ہوتا مگر سامع اور متکلم دونوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس اسم سے مخصوص فرد مراد ہے۔

لہذا الف لام عہد خارجی مراد لینے کے لیے ضروری ہے یا تو لفظوں میں صراحۃً اس اسم کا پہلے ذکر ہو چکا ہو یا پھر کوئی ایسا قرینہ یا اشارہ موجود ہو کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ اس اسم پر الف لام عہد خارجی داخل ہے اور اس سے مخصوص فرد مراد ہوتا ہے۔

مثال:

ما اتاکم الرسولُ فخُذوہ:

اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو۔

اس مثال میں الرسول پر الف لام عہد خارجی ہے اس سے خاص رسول مراد ہے کیونکہ سامع اور متکلم دونوں کو معلوم ہے کہ یہاں ایک خاص رسول کی بات ہو رہی ہے۔

نوٹ:

اکثر لام تعریف: عہد خارجی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

(4):الف لام عهد ذهنی:

اسم پر "لام تعریف" داخل کرنے کا مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ اسم نکرہ کو معرفہ کرے، مگر بعض اوقات اسم پر "لام تعریف" داخل کرنے سے یہ فائدہ حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا تو اس صورت میں "لام تعریف" کو الف لام عہد ذھنی کہا جاتا ہے

تنبیہ:

جس اسم پر الف لام عہد ذہنی داخل ہو تو اس سے ایک غیر معین فرد مراد ہوتا ہے کیونکہ الف لام عہد ذہنی اسم پر داخل ہونے کے باوجود اسم معرفہ نہیں بنتا بلکہ نکرہ ہی رہتا ہے، لہذا اس صورت میں ایسے اسم کا نکرہ والا ہی ترجمہ کریں گے۔

مثال:

جاء الرجلُ:

اگر یہاں الف لام عہد ذہنی مان لیں تو الف لام داخل ہونے کے باوجود نکرہ ہی رہے گا، لہذا اب نکرہ والا ترجمہ کریں گے:

ایک مرد آیا / کوئی ایک مرد آیا۔

اخاف ان یاکله الذئب:

مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھیڑیا اسے کھا جائے۔

اس مثال میں "الذئب" پر الف لام عہد ذہنی ہے جیسا کہ سیاق وسباق اور قرینہ سے واضح ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ "الذئب" کا نکرہ والا ترجمہ کیا گیا ہے۔

(5):لام تعریف اسم موصول بمعنی الذی:

اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ وغیرہ پر جو لام تعریف داخل ہوتا ہے وہ اسم موصول بمعنی الذی ہوتا ہے۔

(6):لام تعریف زائده:

لام تعریف زائدہ اس کی دو قسمیں ہیں:

(1):زائده لازمه:

الذی، التی: اسم موصول پر "لام تعریف" داخل ہو تو اسے "زائده لازمه" کہا جاتا ہے۔

(2):زائده غیر لازمه:

اسم علم پر "لام تعریف" داخل ہوتو اسے "زائدہ غیر لازمہ" کہا جاتا ہے، جیسے
:الحارث، العباس.

(7):لام تعریف عوضی:

مضاف یا مضاف الیہ کے عوض اسم پر "لام تعریف" داخل ہوتو اسے "لام تعریف عوضی" کہا جاتا ہے۔

قالت فاطمة: یا بنات العمّ:

بنات العمّ: اصل عبارت یوں تھی:

بنات عَمِّیْ.

اس مثال میں "لام تعریف" مضاف الیہ محذوف کے عوض آیا ہے۔

﴿﴾...... دوسری فصل ......﴿﴾

اسم اشارہ کا ترجمہ کیسے کریں؟

قاعدہ:

(1): ھذا، ذلک: اسم اشارہ کا مشارالیہ ہمیشہ "مُعرّف باللام" ہوتا ہے۔

(2): ترکیب کرتے وقت اسم اشارہ موصوف اور مشارالیہ صفت بنتا ہے۔

(3): پہلے اسم اشارہ کا پھر مشارالیہ کا ترجمہ کرتے ہیں۔

(4): اسم اشارہ اور مشارالیہ درحقیقت مرکب ناقص ہی ہوتے ہیں اور مرکب ناقص کے اُردو ترجمہ میں "ہے" نہیں آتا۔

ھذا الکتاب:

ترجمہ:

یہ کتاب۔

ترکیب:

"ھذا" اسم اشارہ موصوف اور "الکتاب" مشارالیہ صفت۔

تنبیہ:

ھذا الکتابُ:

اگر کسی نے اس عبارت کا یوں ترجمہ کیا:

یہ کتاب ہے۔

تو اس صورت میں لفظ "الکتابُ" ھذا کی صفت نہیں بلکہ خبر بن جائے گا اور ترکیب کرتے وقت "ھذا" اسم اشارہ کو مبتدا اور "الکتابُ" کو خبر بنائیں گے۔

(5): اگر اسم اشارہ کے بعد اسم نکرہ یا اسم علَم یا جملہ آجائے تو اس صورت میں مشارالیہ محذوف ہوگا، لہذا ترکیب کرتے وقت اسم اشارہ کو مبتدأ اور اسم نکرہ / اسم علَم / جملہ کو خبر بنائیں گے اور اس صورت میں جملہ اسمیہ والا ترجمہ کریں گے، جیسے:

هذا كتاب:

یہ کتاب ہے۔

ترکیب:

"هذا" اسم اشارہ مبتدأ اور "کتاب" خبر۔

هذا زيد:

یہ زید ہے۔

ترکیب:

"هذا" اسم اشارہ مبتدأ اور "زید" خبر۔

هذا يَقْرَأُ:

یہ پڑھتا ہے۔

ترکیب:

"هذا" اسم اشارہ مبتدأ اور "یَقْرَأُ" جملہ فعلیہ خبر۔

ان مثالوں میں "کتاب"، "زید" کو مشارالیہ نہیں بنا سکتے، کیونکہ مشارالیہ "مُعرَّف باللام" ہوتا ہے جبکہ یہ "مُعرَّف باللام" نہیں ہیں۔

قاعدہ:

جب "ھـــذا" اسم اشارہ کو مضاف کی صفت بنانا مقصود ہو تو اس صورت میں اسم اشارہ مضاف الیہ کے بعد ذکر کیا جاتا ہے اور اس صورت میں اُردو میں ترجمہ کرتے وقت سب سے پہلے مضاف الیہ کا پھر اسم اشارہ کا پھر آخر میں مضاف کا ترجمہ کریں گے، جیسے:

کتابُ زید ھذا:

ترجمہ:

زید کی یہ کتاب۔

ترکیب:

" کتاب" مضاف موصوف، "زید" مضاف الیہ اور "ھذا" صفت۔

جملہ اسمیہ کا ترجمہ کیسے کریں؟

قاعدہ:

(1): عموماً پہلے مبتدأ کا پھر خبر کا ترجمہ کرتے ہیں۔

(2): جملہ اسمیہ کے اردو ترجمہ میں "ہے/ہیں/ہو" آتا ہے۔ جیسے:

هذا كتاب:

ترجمہ:

یہ کتاب ہے۔

(3): بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو پھر حصر والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

هو الصحيحُ:

ترجمہ:

وہی صحیح ہے۔

هذا الكتابُ:

اگر متکلم اسم اشارہ کو مبتدا اور الکتابُ کو خبر بنانا چاہتا ہے تو مذکورہ قاعدے کے مطابق دُرست ترجمہ یوں کرنا چاہیے:

ترجمہ:

یہی کتاب ہے۔

(4): مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو بعض اوقات حصر والا ترجمہ نہیں کرتے جیسے:

اَنُتُم الاَطِبَّاء:

ترجمہ:

تم طبیب ہو۔

(5): بعض اوقات موقع کی مناسبت سے مبتدا اور خبر کا حصر والا ترجمہ کرنا مناسب ہوتا ہے، جیسے:

اذا صَحَّ الحدیث فھُوَ مَذُھَبِی:

ترجمہ:

جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

(6): جب جملہ میں کوئی ایسی ضمیر جو مبتدأ کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس صورت میں بعض اوقات پہلے مبتدأ کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

زید ذھَب ولَدُہ:

لفظی ترجمہ:

زید چلا گیا اس کا لڑکا۔

بامحاورہ ترجمہ:

زید کا لڑکا چلا گیا۔

نوٹ:

ھذا کتاب صغیر:

یہ چھوٹی کتاب ہے۔

اگر کسی نے اس عبارت کا اس طرح ترجمہ کیا:

یہ کتاب چھوٹی ہے۔

تو یہ ترجمہ ترکیبِ نحوی کے مطابق دُرست نہیں ہوگا کیونکہ ترکیبِ نحوی کے مطابق کتاب ، ھذا کی خبر ہے صفت نہیں ہے جبکہ اس ترجمے: "یہ کتاب چھوٹی ہے" سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کتاب، ہذا کی صفت ہے۔

دوسرا یہ کہ "یہ کتاب چھوٹی ہے" یہ ترجمہ اس وقت دُرست ہوتا جب عربی عبارت اس طرح ہوتی: هذا الكتاب صغير.

قاعده:

"كَاَنّ" کی خبر جب اسم جامد ہو تو تشبیہ والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

كانه قمر:

گویا وہ چاند کی طرح ہے / گویا وہ چاند جیسا ہے۔

قاعده:

عربی زبان کا اسلوب ہے کہ جس چیز کا استمرار و بقا بیان کرنا مقصود ہو اسے کبھی "فی" حرف جر سے بیان کرتے ہیں، جیسے:

هُو فِی تقَدُّم:

وہ ترقی کر رہا ہے / ترقی وکمال کے منازل طے کر رہا ہے۔

قاعدہ:

ترجمہ کرتے وقت بلاغت کے قواعد کا بھی لحاظ رکھا جائے چونکہ حقیقتاً بلاغت بھی انسان کو دُرست اور معیاری ترجمہ کرنا سکھاتی ہے کیونکہ جو جتنا فن بلاغت میں ماہر ہوگا وہ اتنا ہی متکلم کی مراد کو اچھے طریقہ سے بیان کر سکے گا:

انک انت الآکل اللابس:

اس جملہ میں دو چیزیں ہیں:

ایک موکد تاکید، لہذا ترجمہ کرتے وقت موکد تاکید کے ترجمہ کی عکاسی ہونی چاہیے۔

دوسرا یہ کہ اس میں مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہے اور قاعدہ ہے کہ جب مبتدا اور خبر معرفہ ہوں تو حصر والا ترجمہ کیا جائے، لہذا اب اس کا ترجمہ یہ ہوگا:

تو تو خود صرف کھانے پہننے والا ہے۔

اگر کسی نے اس طرح ترجمہ کیا:

تو کھانے پہننے والا ہے

تو ترجمہ کی روح ہی فوت ہو جائے گی۔

یقیم ھو بباکستان:

اب یہاں ھو ضمیر تاکید ہے تو اس تاکید کا بھی ترجمہ کیا جائے:

وہ خود پاکستان میں مقیم ہے۔

لم یبین ھو:

:اب یہاں ھو ضمیر تاکید ہے تو اس کا بھی ترجمہ ایسے الفاظ سے کیا جائے گا جن

میں تاکید والے معنی پائے جاتے ہیں:

اس نے خود بھی وضاحت نہیں کی۔

اگر کسی نے اس طرح ترجمہ کیا:

اس نے وضاحت نہیں کی۔

تو یہ غیر معیاری ترجمہ کہلائے گا۔

چوتھی فصل

تنوین کا ترجمہ کیسے کریں؟

تنوین کی مختلف قسمیں:

تنوین مختلف معانی کے لیے استعمال ہوتی ہے، لہذا تنوین کا ترجمہ کرتے وقت معلوم ہونا چاہیے کہ تنوین کس معنی میں استعمال ہو رہی ہے پھر اسی کے مطابق تنوین کا ترجمہ کیا جائے

(1): کبھی تنوین نکارت کے لئے آتی ہے، اس صورت میں اس کا ترجمہ ہوگا:

کوئی / کوئی ایک / ایک / کچھ / چند۔

جاء رجُل:

اس مثال میں "رجُل" اسم نکرہ ہے، اگر تنوین نکارت کے معنی میں لیں تو موقع کی مناسبت سے اس نکارت کا اس طرح ترجمہ ہوگا:

کوئی ایک مرد آیا / ایک مرد آیا۔

کتاب صغیر:

ایک چھوٹی کتاب۔

نوٹ:

نکارت میں مِنْ وَجْه عُموم ہوتا ہے اور مِنْ وَجْه خُصوص ہوتا ہے۔

مذکورہ مثال میں مِنْ وَجْه عموم ہے اس اعتبار سے کہ یہ تو پتہ ہے کہ آنے والا ایک مرد ہے لیکن اس ایک مرد کی تعیین نہیں ہے کہ یہ نہیں معلوم کہ آنے والا وہ کونسا مرد ہے اور مِنْ وَجْه خصوص ہے اس اعتبار سے کہ یہ تو معلوم ہے کہ آنے والا مرد ہے عورت نہیں ہے۔

(2): کبھی تنوین تقلیل کا معنی دیتی ہے، تقلیل کے لیے مراد لینے کی صورت میں ترجمہ ہوگا: تھوڑا / کچھ / بعض۔

ان هذه الحياة الدنيا متا ع:

یہ دنیوی زندگی تھوڑا سامان ہے۔

اس مثال میں :متا ع: میں تنوین تقلیل کے لئے ہے، اسی وجہ سے اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے: تھوڑا سامان۔

تَبْيَضُّ وُجُوْه:

کچھ چہرے سفید ہوں گے۔ اس مثال میں بھی تنوین تقلیل کے معنی میں استعمال ہو رہی ہے۔

(3): کبھی تنوین تحقیر کے لئے آتی ہے، جیسے:

هذا رجل:

یہ ایک حقیر آدمی ہے۔

(4): کبھی تنوین تعظیم کے لئے آتی ہے، جیسے:

هذا رجل:

یہ ایک عظیم مرد ہے۔

تنبیه:

اسم نکرہ کا ترجمہ کرتے وقت معلوم ہونا چاہیے کہ اسم پر تنوین لانے سے مقصود کیا ہے: تقلیل یا تعظیم یا تحقیر یا نکارت؟ موقع محل اور سیاق وسباق کے اعتبار سے کسی ایک قسم کا تعین کر کے اسی کے مطابق ترجمہ کیا جائے۔

قاعدہ:

بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب نفی کے بعد نکرہ واقع ہو تو عموم والا ترجمہ کیا جائے ، جیسے:

ما جاء رجُل:

اس مثال میں "رجــــل" اسم نکرہ حرف نفی کے بعد آرہا ہے، لہذا اسم نکرہ کا عموم والا ترجمہ کیا جائے:

کوئی بھی مرد نہیں آیا/ ایک بھی آدمی نہیں آیا۔

اگر کسی نے اس طرح ترجمہ کیا:

مرد نہیں آیا۔

تو ترجمہ کی روح ہی فوت ہو جائے گی ،لہذا ترجمہ کرتے وقت قاعدے کی عکاسی ہونی چاہیے تاکہ ترجمہ کی روح باقی رہے۔

قاعدہ:

جب اسم نکرہ موصوف بن رہا ہو تو اس وقت بھی نکرہ عموم کا معنی دیتا ہے، جیسے:

یَکوْنُ المتکلّمُ بلیغاً اذَا اقتدَرَ علی تالیفِ کلام بلیغ:

اس مثال میں "کــــلام" نکرہ موصوف ہے، لہذا اس کا ترجمہ ایسے الفاظ سے کیا جائے جو عموم کا فائدہ دے، مثلاً یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے:

درست ترجمہ:

متکلم بلیغ اس وقت ہوگا جب وہ ہر قسم کے بلیغ کلام کو مرتب کرنے پر قادر ہو۔

غیر معیاری ترجمہ:

اگر کسی نے اس طرح ترجمہ کیا:

کسی ایک بلیغ کلام کو مرتب کرنے پر قادر ہو۔

تو یہ ترجمہ قاعدے کے خلاف ہونے کی وجہ سے بالکل غلط ترجمہ کہلائے گا، کیونکہ یہ عموم والا ترجمہ نہیں بلکہ نکارت والا ترجمہ ہے۔

قاعدہ:

اگر عبارت میں ایک اسم نکرہ آئے پھر دوبارہ اسی اسم کو نکرہ ذکر کیا جائے تو اس صورت میں نکرہ ثانیہ نکرہ اُولی کا غیر ہوتا ہے اور اس کا ترجمہ اس طرح کیا جاتا ہے، جیسے:

ذَهَبْتُ مِنْ بلَد اِلی بلَد:

میں ایک شہر سے دوسرے شہر گیا۔

……پانچویں فصل……

لفظ "اَمَّا" کا ترجمہ کیسے کریں؟

"اَمّا" کا ترجمہ کرنے آٹھ (8) مختلف طریقے وآداب:

لفظ "اَمّا" کی تحقیق:

(1): لفظ "اَمّا": اسم شرط (مَھما) اور فعل شرط (یَکُنْ مِنْ شَيْءٍ) کے قائم مقام ہے۔

یعنی مَھما یَکُنْ مِنْ شَيْءٍ (جب تک کوئی بھی شی موجود ہے) کے معنی میں ہوتا ہے۔

(2): اس میں ہمیشہ شرط والا معنی پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جواب شرط پر (فاء) داخل کرنا واجب ہے۔

(3): جب کسی چیز میں تاکید پیدا کرنا مقصود ہو تو اس وقت بھی ہم لفظ "اَمّـا" استعمال کرتے ہیں۔

(4): عموماً لفظ "اَمّا" مبتدا یا مفعول بہ / نائب الفاعل مقدم پر داخل ہوتا ہے۔

مثال کے ذریعے وضاحت:

اَمّا زید فقائم:

یہاں اَمّا: تاکیدی معنی کے لئے ہے اور شرط کے معنی میں بھی استعمال ہو رہا ہے۔

اَمّا اصل میں: مَھما یَکُنْ مِنْ شَيْءٍ (اگر کوئی بھی شی موجود ہے) کے قائم مقام ہے۔

اور مَھما یَکُنْ مِنْ شَيْءٍ کا معنی ہے:

مَھما یُوجَدُ شَيْءٌ (جب تک کوئی بھی شی موجود ہے)۔

اصل تقدیر عبارت:

مَهُما يَكُنُ مِنُ شَيُء فزيد قائم:

لفظی ترجمہ:

مَهُما يُوجَدُ شَيُء فزَيُد قائم:

یعنی جب تک کوئی بھی شی موجود ہے زید کھڑا ہے۔

اسم شرط (مَهـما) اور فعل شرط (يَـكُـنُ مِنُ شَيُء) کو حذف کر کے "اَمّا" کو ان کے قائم مقام بنا دیا۔

اب عبارت یوں ہوگئی:

اَمّا زید فقائم.

"اَمّا" برائے تاکید وشرط:

بعض اوقات "اَمّا" کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔
اگر آپ صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ زید کھڑا ہے، تو آپ کہیں گے:

زید قائم.

اور اگر اس کلام میں تاکید پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ یقیناً زید کھڑا ہے تو پھر آپ کہیں گے:

اَمّا زید فقائم.

لفظی ترجمہ:

جب تک کوئی بھی شی موجود ہے زید کھڑا ہے۔

یعنی متکلم نے زید کے کھڑے ہونے کو دنیا میں شی کے موجود ہونے پر معلّق کیا ہے۔

لا مَحالہ جب تک دنیا موجود ہے اس کے اندر کسی نہ کسی چیز کا موجود ہونا یقینی ہے۔

لہذا زید کا کھڑا ہونا بھی یقینی ہے، اس کے کھڑے ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ:

بہر حال (یقیناً/ضرور) زید کھڑا ہے۔

ترکیب نحوی:

اَمّا: برائے شرط وتاکید۔

زید: مبتدأ۔

فاء: رابطہ/جزائیہ۔

قائم: خبر۔

"اَمّا" برائے تفصیل وشرط:

بعض اوقات لفظ "اَمّا" تاکید پیدا کرنے کے لیے نہیں آتا بلکہ تفصیل/ کسی چیز کی وضاحت بیان کرنے/خبر دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے:

اَمّا السائلَ فلا تَنْهَر:

ترکیب نحوی:

اَمّا: برائے شرط و تفصیل۔ یعنی یہاں لفظ "اَمّا" تفصیل کے لیے ہے مگر اس کے

ساتھ ساتھ شرط کے معنیٰ کو بھی شامل ہے۔

السائل: مفعول بہ مقدم۔

فاء: رابطہ/جزائیہ۔

لا تَنۡهَر: فعل مضارع نهي مجزوم بِلا.

جمله فعليه جواب شرط لا مَحلَّ لَها مِن الاعراب.

"اَمّا" کا اکثر استعمال اور اس کا ترجمہ کیسے کریں؟

عموماً لفظ "اَمّا" تفصیل/خبر دینے کے لیے آتا ہے، اس صورت میں موقع کی مناسبت سے اس کا ترجمہ مختلف طریقوں سے ہوتا ہے:

(1): رہا/رہا وہ۔

اَمّا الآخَرُ فَيُصۡلَبُ.

ترجمہ کنز الایمان: رہا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا۔

اَمّا الغلامُ فكان ابواهُ مُؤۡمِنَيۡن:

رہا لڑکا تو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے۔

رہا وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے۔

اَمّا الذين فسَقُوا:

ترجمہ کنز الایمان: رہے وہ جو بے حکم ہیں۔

(2): وہ جو/جو۔

اَمّا السفينةُ فكانَتۡ لِمَسَاكِيۡنَ:

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی۔

جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی۔

اَمّا الغلامُ فکان ابَواہُ مُؤْمِنَیْن.

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے۔

جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے۔

(3): پھر۔

فَاَمّا الیتیمَ فلا تَقْھَرْ:

پھر یتیم کو دبایا نہ کرو۔

فَاَمّا اِنْ کانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ:

ترجمہ کنزالایمان: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے۔

(4): تو/ تو وہ جو۔

فَاَمّا عَاد فاسْتَکْبَرُوا فی الارضِ:

ترجمہ کنزالایمان: تو وہ جو عاد تھے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا۔

فَاَمّا الذین کفَرُوا:

ترجمہ کنزالایمان: تو وہ جو کافر ہوئے۔

فَاَمّا الیتیمَ فلا تَقْھَرْ:

تو یتیم پر دباؤ نہ ڈال۔

(5): لیکن۔

فاَمّا الانسانُ اذا ما ابتَلاہ ربُّہ:

ترجمہ کنزالایمان: لیکن آدمی تو جب اسے اس کا رب آزمائے۔

(6): موقع کی مناسبت سے بعض اوقات لفظ "اَمّا" کا ترجمہ نہیں کرتے، جیسے:

اَمّا السائل فلا تَنْھَر:

ترجمہ کنزالایمان: اور منگتا کو نہ جھڑکو۔

اور سائل کو نہ جھڑکا کرو۔

"اَمّا" کا قلیل استعمال، اس کا ترجمہ کیسے کریں؟

لفظ "اَمّا" تاکیدی معنی میں کم استعمال ہوتا ہے، اس صورت میں اس کا ترجمہ اِن الفاظ کے ساتھ کریں گے:

(1): بہرحال/یقیناً/ہر حال میں/بیشک/ضرور۔

اَمّا زید فقائم:

بہرحال (یقیناً/ضرور) زید کھڑا ہے۔

(2): موقع کی مناسبت سے بعض اوقات لفظ "اَمّا" کا ترجمہ نہیں کرتے، جیسے:

اَمّا بنعمۃِ ربّک فحدِّث:

ترجمہ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

اَمّا زید فقائم:

زید کھڑا ہے۔

اَمّا" بمعنی ثم ، الآن:

جب لفظ "اَمّا" حمد وصلاۃ یا سلام وتحیت کے بعد استعمال ہو تو اس وقت اس کا ترجمہ: "ثم" (پھر) "الآن" (اب/اس وقت) کے ساتھ کرتے ہیں۔

نوٹ:

لفظ "اَمّا" کا ترجمہ کرنے سے پہلے معلوم ہونا چاہیے کہ عبارت میں موجود لفظ "اَمّا" برائے تفصیل وشرط ہے یا برائے تاکید وشرط؟ موقع کی مناسبت سے کسی ایک صورت کا تعین کریں پھر اُسی کے مطابق لفظ "اَمّا" کا ترجمہ کریں۔

بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حال کا ترجمہ کیسے کریں؟

عربی زبان میں حال، ذوالحال کا بہت اہم کردار ہے کیونکہ اکثر جگہ ما فی الضمیر کا اظہار کرنے کے لیے حال ہی کا سہارا لیا جاتا ہے، مگر جب تک حال، ذوالحال کا تحقیقی مطالعہ نہ ہو، اس کی عربی بلاغت پر نظر نہ ہو اس وقت تک کَمَا حَقُّہ عربی عبارات نہیں سمجھ سکتے اور نہ ہی درست ترجمہ کر سکتے ہیں۔

لہذا حال کا معیاری ادبی ترجمہ کرنے کے چند آداب بیان کرنے سے پہلے کچھ چیزوں کا جاننا ضروری سمجھتا ہوں، مثلاً:

(1): حال کی تعریف۔

(2): حال کی پہچان۔

(3): کلام میں حال کو لانے کا فائدہ۔

(4): حال کی خصوصیات۔

(5): حال مشتق ہوتا ہے یا جامد؟

(6): لفظ اور زمانہ کے اعتبار سے حال کی قسمیں۔

(7): ذوالحال سے تعلق ہونے کے اعتبار سے حال کی قسمیں۔

(8): کل کتنی چیزیں ذوالحال بنتی ہیں۔

اس کے علاوہ مزید چیزیں جو چند فصلوں میں بیان کریں گے۔

چھٹی فصل

❁❁❁

حال کی تعریف، خصوصیات اور قسمیں

حال کی تعریف

حال ایسا وصف ہے جو اپنے ذوالحال کی حالت یا صفت بیان کرے۔ مطلب یہ کہ حال ذوالحال کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔

حال کی پہچان:

حال کے بارے میں "کَیْفَ" کے ذریعے سوال کرنا دُرست ہو، مثلاً:

جاء زید مُسْرِعاً:

زید تیز دوڑ کر آیا۔

اس مثال میں حال کے بارے میں "کَیْفَ" کے ذریعے سوال کرنا دُرست ہے، اس طرح کہ کہا جائے:

کیفَ جاء زید؟

زید کیسے آیا؟ زید کس حالت میں آیا؟

جواب آئے گا:

مُسْرِعاً:

زید تیز دوڑ کر آیا۔

چونکہ دُرست سوال بن رہا ہے، لہذا "مُسْرِعاً" کو حال بنائیں گے۔

حال لانے کا فائدہ:

(1): حال کلام میں ایک زائد وصف شمار ہوتا ہے اگر اسے حذف کر دیا جائے تب بھی معنی میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔

(2): بعض اوقات حال کو ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے تا کہ معنی دُرست بن سکے۔ اگر اس صورت میں حال کو حذف کر دیا جائے تو کلام لانے کا مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ کبھی تو کلام کا معنی ہی باطل ہو جاتا ہے، جیسے:

هذا بعلِيُ شيخاً:

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے۔

یہاں "شیخاً" حال کو ذکر کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے ہی کلام لانے کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے، اگر یہاں حال کو حذف کر دیا جائے تو کلام بے مقصد ہو جائے گا۔

ما خَلَقْنَا السماءَ والارضَ وما بَيْنَهُما لاعِبِيْن:

ترجمہ کنزالایمان:

ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنائے۔

ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔

یہاں "لاعِبِیْن" حال کو ذکر کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے ہی کلام لانے کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔

اگر یہاں حال کو حذف کر دیا جائے تو کلام بے مقصد ہو جائے گا۔

حال کی خصوصیات:

(1): حال میں اصل یہی ہے کہ وہ نکرہ ہو۔

(2): حال ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

(3): حال میں اصل یہی ہے کہ حال ذوالحال کی ایسی حالت وصفت پر دلالت کرے جو صرف خبر دیتے وقت پائی جائے بعد میں ذوالحال سے جُدا ہو جائے (منتقل ہو جائے)، اس کے ساتھ لازم نہ ہو، جیسے:

جاء زید ماشیاً:

بامحاورہ ترجمہ:

زید پیدل چل کر آیا/زید پیدل چلتے ہوئے آیا۔

اس مثال میں "ماشیاً" (پیدل چلنا) حال ہے اور یہ ایسی حالت ہے جو "زید" ذوالحال سے جُدا ہونے، منتقل ہونے پر دلالت کر رہی ہے کہ یہ اس کی عارضی حالت ہے اس کی دائمی حالت نہیں ہے۔

(4): حال میں اصل یہی ہے کہ حال: اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، مبالغہ، وغیرہ اسم مشتق ہو جامد نہ ہو۔

(5): اسم جامد بھی اسم مشتق کی تاویل میں ہو کر حال بن سکتا ہے۔

نوٹ:

اسم جامد کو اسم مشتق کی تاویل میں کر کے حال اس وقت بنائیں گے جبکہ حال اِن چار معانی (تشبیہ، ترتیب، مفاعلہ، تفصیل) میں سے کسی ایک معنی پر دلالت کرے:

(1): جب اسم جامد تشبیہ پر دلالت کرے، جیسے:

كَرَّ الفارِسُ اَسَداً:

اس مثال میں "اَسَداً" اسم جامد حال ہے اور تشبیہ معنی پر بھی دلالت کر رہا ہے، لہذا یہ اسم جامد "مُشَبِّهاً الاَسَد" اسم مشتق کی تاویل میں ہو کر حال ہے۔

اس صورت میں حال اسم جامد کا تشبیہ والا ترجمہ کریں گے:

شاہسوار نے شیر کی طرح حملہ کیا۔

جاء ت فاطمة بدراً:

اس مثال میں " بدراً " اسم جامد حال ہے اور تشبیہ معنی پر بھی دلالت کر رہا ہے، لہذا یہ اسم جامد "جميلةً كالبدر" اسم مشتق کی تاویل میں ہو کر حال ہے۔

(2): جب اسم جامد ترتیب پر دلالت کرے، جیسے:

اُدْخُلُوْا الجامعةَ واحِداً واحداً:

اس مثال میں "واحِداً واحداً" اسم جامد حال ہے اور ترتیب معنی پر بھی دلالت کر رہا ہے، لہذا یہ اسم جامد "مرتبين" اسم مشتق کی تاویل میں ہو کر حال ہے۔

اس صورت میں حال اسم جامد کا ترجمہ ہوگا:

ایک ایک کر کے (ترتیب وار) جامعہ میں داخل ہو جاؤ۔

(3): جب اسم جامد مفاعلہ پر دلالت کرے۔ مفاعلہ سے مراد یہ ہے کہ فعل دونوں جانب سے واقع ہو، جیسے:

بِعتُ الدار يداً بِيَد:

اس مثال میں "یداً بِیَد" اسم جامد حال ہے اور مفاعلۃ معنی پر بھی دلالت کر رہا ہے ،لہذا یہ اسم جامد "مقابضۃ" اسم مشتق کی تاویل میں ہو کر حال ہے۔

قابلتُہ وجھاً لوَجُہ:

اس مثال میں "وجھاً لوَجُہ" اسم جامد حال ہے اور مفاعلۃ معنی پر بھی دلالت کر رہا ہے، لہذا یہ اسم جامد "متقابلین" اسم مشتق کی تاویل میں ہو کر حال ہے۔

اس صورت میں حال اسم جامد کا ترجمہ ہوگا:

میں نے اس سے باہم آمنے سامنے ہو کر ملاقات کی۔

(4): جب اسم جامد تفصیل پر دلالت کرے: جیسے:

قرَاُتُ صحیحَ البخاری باباً باباً:

اس مثال میں "باباً باباً" اسم جامد حال ہے اور تفصیل معنی پر بھی دلالت کر رہا ہے، لہذا یہ اسم جامد "مفصلاً" اسم مشتق کی تاویل میں ہو کر حال ہے۔

اس صورت میں حال اسم جامد کا ترجمہ ہوگا:

میں نے بخاری شریف مکمل تفصیل اور وضاحت سے پڑھی

(4): جب اسم جامد موصوف بن رہا ہو تو اس وقت بھی اسے حال بنا سکتے ہیں جیسے:

اِنَّااَنْزَلْنَاہ قرآناً عرَبِیّاً:

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے اسے عربی قرآن اُتارا۔

ترکیب نحوی:

اس مثال میں "قرآناً" اسم جامد موصوف حال بن رہا ہے۔

لفظ کے اعتبار سے حال کی قسمیں:

لفظ کے اعتبار سے حال کی پانچ قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

(1): حال یا تو لفظاً مفرد ہوگا یعنی اسم مشتق ہوگا، جیسے:

اُلقِیَ السَّحَرَۃُ ساجدین:

جادوگر سجدے میں گرا دیئے گئے۔

فخرج منها خائفا:

تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا۔

خلق الانسان ضعیفاً:

آدمی کمزور بنایا گیا۔

دوسری قسم:

(2): حال یا تو "شبہ جملہ" (جار مجرور/ظرف زمان/مکان) ہوگا:

وضاحت:

اسم معرفہ کے بعد جار مجرور/ظرف زمان/مکان آجائے اور معنوی اعتبار سے جار مجرور/ظرف کا عبارت میں موجود فعل سے تعلق جوڑنا مقصود نہ ہو بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہو تو اس صورت میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور جار مجرور/ظرف کو ظرف مستقر بنا کر فعل یا شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

فخَرَجَ علی قَوْمِه فی زِیْنته:

ترجمہ کنز الایمان: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں۔

اس مثال میں معنوی اعتبار سے جار مجرور (فی زِیْنتہ) کا اسم معرفہ (ھو ضمیر فاعل) سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ (ھو ضمیر فاعل) کو ذوالحال اور جار مجرور (فی زِیْنتہ) کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

اسم معرفہ سے تعلق کی پہچان:

(1): اگر حرف جر کا اضافت والا ترجمہ کرنے کی صورت میں عبارت کا دُرست معنی بن رہا ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ معنوی اعتبار سے حرف جر کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق ہے۔

رایْتُ الکتابَ لِزیدٍ:

میں نے زید کی کتاب دیکھی۔

اس مثال میں معنوی اعتبار سے جار مجرور کا اسم معرفہ (الکتابَ) سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ (الکتابَ) کو ذوالحال اور جار مجرور (لزید) کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

الکتابُ لزید جمیل:

زید کی کتاب خوبصورت ہے۔

اس مثال میں معنوی عتبار سے جار مجرور (لِزید) کا تعلق اسم معرفہ سے ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ (الکتابُ مبتدأ) کو ذوالحال اور جار مجرور ظرف مستقر ہو کر فعل

یاشبہ فعل محذوف سے متعلق ہوکر حال بنے گا۔

(2):اگر حرف جر کا لفظ: "میں" یا" سے" یا"میں سے" یا"طرف سے" کے ساتھ ترجمہ کرنے کی صورت میں عبارت کا دُرست مطلب بن رہا ہوتو یہ اس بات کی علامت ہوسکتی ہے کہ معنوی اعتبار سے حرف جر کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق ہے، جیسے:

جاء الحکمُ مِنَ العلماء:

علمائے کرام کی طرف سے حکم آیا۔

جاء الفریقُ مِنَ اھلِ الکتاب:

کتاب والوں میں سے جماعت آئی۔

اہلِ کتاب کی جماعت آئی۔

قالَ القائلُ منھم:

ان میں کہنے والا بولا۔

ان میں سے ایک کہنے والا بولا۔

ان مثالوں میں معنیٰ کے اعتبار سے جار مجرور کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہٰذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور جار مجرور کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کرکے حال بنائیں گے۔

نوٹ:

بَیْنَ، بعد، فوق، قبل:

عبارت میں جب یہ کلمات/اسم ظرف موجود ہوں تو غور کریں کہ معنوی اعتبار سے ان کا تعلق اسم سے ہے یا فعل سے؟

اگر اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے تو اسم معرفہ کو ذوالحال اور اِن کلمات/اسم ظرف کو شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے، جیسے:

رَاَیْتُ خالداً بَیْنَ الاَشْجار:

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف/مفعول فیہ (بَیْنَ الاَشْجار) کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے۔

لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ (خالداً) کو ذوالحال اور اسم ظرف/مفعول فیہ کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

لفظی ترجمہ:

میں نے دیکھا خالد کو اس حال میں کہ/جب وہ درختوں کے درمیان موجود تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

درختوں کے درمیان خالد کو دیکھا۔

رَاَیْتُ القلمَ فوق الکتاب:

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف/مفعول فیہ (فوق الکتاب) کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ (القلمَ) سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ

کوذوالحال اوراسم ظرف/مفعول فیہ کوظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

لفظی ترجمہ:

میں نے دیکھا قلم اس حال میں کہ/جب وہ کتاب پر تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے کتاب پر/کتاب کے اوپر قلم دیکھا۔

الاذْکارُ قَبْلَ النوم تُفِیْدُ جدّاً:

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف/مفعول فیہ (قَبْلَ النوم) کا اسم معرفہ (الاذْکار مبتدأ) سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہٰذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کوذوالحال اور اسم ظرف/مفعول فیہ کوظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

لفظی ترجمہ:

وہ وظائف جو سونے سے پہلے ہوتے ہیں فائدہ دیتے ہیں بہت۔

بامحاورہ ترجمہ:

سونے سے پہلے کے وظائف بہت فائدہ دیتے ہیں۔

قرأتُ الاذکارَ بعد صلاۃِ الفجر:

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف/مفعول فیہ کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ (الاذکار) سے تعلق جوڑنا مقصود ہے۔

لہٰذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ (الاذکار) کوذوالحال اوراسم ظرف/مفعول فیہ

کوظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

لفظی ترجمہ:

میں نے پڑھے وہ وظائف جو نماز فجر کے بعد ہوتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے نمازِ فجر کے بعد کے وظائف پڑھے۔

حال کی تیسری قسم:

(3): حال یا تو "جملہ اسمیہ" ہوگا، جیسے:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسابُهم وهُمْ فِي غَفْلَة مُعْرِضُون:

لوگوں کا حساب نزدیک ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں۔

مررتُ بالسيارة وهي مُسْرِعة:

لفظی ترجمہ:

میں گزرا گاڑی کے پاس سے اس حال میں کہ وہ تیز چل رہی تھی۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں تیز رفتار گاڑی کے پاس سے گزرا۔

ان مثالوں میں "جملہ اسمیہ" حال بن رہا ہے۔

حال کی چوتھی قسم:

(4): حال یا تو "جملہ فعلیہ" ہوگا، جیسے:

جاء زيد يَسْعَى:

لفظی ترجمہ:

زید آیا اس حال میں کہ وہ دوڑ رہا تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

زید دوڑتا ہوا آیا۔

اس مثال میں "جملہ فعلیہ" حال بن رہا ہے۔

حال کی پانچویں قسم:

(5): حال یا تو "مصدر" ہوگا یعنی مصدر کو اسم مشتق کی تاویل میں کر کے حال بنائیں گے، جیسے:

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْياً:

ترجمہ کنز الایمان: اُنہیں بُلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔

ترکیب نحوی:

اس آیت میں "سَعْياً" مصدر اسم فاعل "ساعیات" کی تاویل میں ہوکر حال بنے گا۔

جملہ فعلیہ حالیہ وجملہ اسمیہ حالیہ کی پہچان:

جملہ فعلیہ یا جملہ اسمیہ کے حال بننے کے لیے چار شرائط کا ہونا ضروری ہے، تو ان شرائط کے ذریعے جملہ فعلیہ حالیہ و جملہ اسمیہ خالیہ کی پہچان ہوسکتی ہے:

(1): ذوالحال معرفہ ہو، کیونکہ اگر اسم نکرہ کے بعد جملہ واقع ہو تو جملہ صفت بنے گا۔

فائدہ:

درمیان کلام میں اسم معرفہ کے بعد جملہ واقع ہوتو حال بنتا ہے۔

(2): جملہ حالیہ: جملہ خبریہ ہو، کیونکہ اگر جملہ انشائیہ ہوگا تو جملہ انشائیہ کو حال نہیں بنا سکتے۔

(3): جملہ فعلیہ حالیہ کے شروع میں "سین"، "سوف" علامتِ استقبال نہ ہو۔

(4): جملہ حالیہ "واؤ حالیہ" پر مشتمل ہو، یا جملہ حالیہ میں ایک ضمیر ہونا ضروری ہے جو ذوالحال کی طرف لوٹے۔

وضاحت:

جملہ حالیہ میں واؤ حالیہ یا ضمیر ہونا ضروری ہے:

(1): جب حال جملہ کی صورت میں ہو، یعنی جب جملہ حال بن رہا ہوتو جملہ میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو ذوالحال کی طرف لوٹے تا کہ وہ ضمیر جملہ کا ذوالحال سے تعلق جوڑے۔

(2): اور اگر جملہ میں کوئی ایسی ضمیر نہ ہو جو ذوالحال کی طرف لوٹے تو اس وقت جملہ حالیہ کے شروع میں "واؤ حالیہ" ہونا ضروری ہے جو جملہ حالیہ کا ذوالحال سے تعلق جوڑنے کا کام دے۔

(3): بعض اوقات "واؤ حالیہ" اور ضمیر دونوں ہی موجود ہوتے ہیں جب جملہ حال بنتا ہے۔

تنبیہ:

جب فعل مضارع حال بنے اور اس کے شروع میں "قـــد" بھی موجود نہ ہو تو اس صورت میں جملہ فعلیہ حالیہ کے شروع میں "واؤ حالیہ" لانا جائز نہیں، جیسے:

جاء زید یَسْعَی:

لفظی ترجمہ:

زید آیا اس حال میں کہ وہ دوڑ رہا تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

زید دوڑتا ہوا آیا۔

رایتُ الطفلَ یَلْعَب:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے بچے کو کھیلتے ہوئے دیکھا۔

جملہ حالیہ میں واؤ حالیہ لانا کب واجب ہے:

(1): جب جملہ حالیہ میں ایسی ضمیر نہ ہو جو ذوالحال کی طرف لوٹے تو اس صورت میں جملہ حالیہ کے شروع میں "واؤ حالیہ" لانا واجب ہے۔

(2): جب جملہ اسمیہ حال بنے اور جملہ اسمیہ میں ضمیر منفصل مبتدا بن رہی ہو تو اس صورت میں جملہ اسمیہ کے شروع میں "واؤ حالیہ" لانا واجب ہے، جیسے:

مرَرتُ بالسیارۃ وَھِیَ مُسْرِعۃ:

لفظی ترجمہ:

میں گزرا گاڑی کے پاس سے اس حال میں کہ وہ تیز چل رہی تھی۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں تیز رفتار گاڑی کے پاس سے گزرا۔

(3): جب فعل ماضی حال بنے اور اس میں کوئی ایسی ضمیر نہ ہو جو ذوالحال کی طرف لوٹے تو اس صورت میں جملہ حالیہ کے شروع میں "واؤ حالیہ" لانا واجب ہے، جیسے:

جاء وقَدْ اِنتَهيتُ مِن العملِ:

(4): اگر فعل ماضی حال بنے اور اس میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو ذوالحال کی طرف لوٹے تو اس صورت میں جملہ حالیہ کے شروع میں "واؤ حالیہ" لانا یا نہ لانا جائز ہے، جیسے:

جاء وقد اِنُتَهيتُ مِن عملِه:

جاء قد اِنُتَهيتُ مِن عملِه:

ذو الحال سے تعلق ہونے کے اعتبار سے حال کی قسمیں:

(1): حال مُنُتَقِله:

یعنی ایسی حالت جو ذوالحال کے ساتھ لازم نہ ہو (ذوالحال کے ساتھ ہمیشہ قائم نہ ہو) بلکہ مستقبل میں ذوالحال سے جُدا ہو جائے، جیسے:

حضَر زيد ماشياً:

زید پیدل آیا/زید پیدل چلنے کی حالت میں آیا۔

اس مثال میں "ماشیاً" حال مُنْتَقِلہ ہے جو ذوالحال کے ساتھ لازم نہیں ہے بلکہ ذوالحال سے جُدا ہو جائے گی۔

(2): حال لازمہ/حال غیر مُنْتَقِلہ:

یعنی ایسی حالت جو ذوالحال کے ساتھ لازم ہو (ذوالحال کے ساتھ ہمیشہ قائم ہو) مستقبل میں ذوالحال سے جُدا نہ ہو، جیسے:

دعَوْتُ اللهَ سمیعاً:

میں نے اللہ سے مانگا اس حال میں کہ وہ سننے والا ہے۔

میں نے اللہ سے مانگا جو سنتا ہے۔

اس مثال میں "سمیعاً" حال لازمہ/حال غیر منتقلہ ہے جو ذوالحال کے ساتھ لازم ہے، ذوالحال سے جُدا نہیں ہوتی۔

خُلِقَ الانسانُ ضعیفاً:

آدمی کمزور بنایا گیا۔

اس مثال میں "ضعیفاً" حال لازمہ/حال غیر منتقلہ ہے جو ذوالحال کے ساتھ لازم ہے۔

زمانے کے اعتبار سے حال کی تین قسمیں:

یعنی زمانے پر دلالت کرنے/زمانے سے تعلق ہونے کے اعتبار سے حال کی تین قسمیں:

(1): حال مُقَارِنۃ/حال مُوَافِقَۃ:

اگر حال اوراس کے عامل دونوں کا معنی ایک ہی زمانے میں واقع ہو (دونوں کا زمانہ ایک ہی ہو) تو اسے "حال مقارنة"/ "حال موافقة" کہا جاتا ہے، جیسے:

حضَر زید ماشیاً:

زید پیدل آیا/ زید پیدل چلنے کی حالت میں آیا۔

وضاحت:

اس مثال میں حال ایسی حالت پر دلالت کر رہا ہے جو اس کے فعل (عامل) کے واقع ہونے کے وقت پائی گئی ہے یعنی فعل (حضور) اور حال (پیدل چلنا) دونوں کے پائے جانے کا زمانہ ایک ہی ہے، ایک ہی وقت میں دونوں واقع ہوئے ہیں، کہ جو آنے کا زمانہ ہے وہی پیدل چلنے کا زمانہ ہے، لہذا یہ "حال مقارنة" ہے۔

فائدہ:

دیگر قسموں کے مقابلے میں حال کی یہ قسم: "حال مقارنة" کثرت سے پائی جاتی ہے۔

(2): حال مُقَدّرہ/ حال مُستَقبلہ:

جب حال کا عامل (فعل وغیرہ) پہلے واقع ہو جبکہ حال بعد میں پایا جائے (یعنی عامل ایک الگ زمانہ میں واقع ہو جبکہ حال دوسرے زمانہ میں مستقبل میں واقع ہو) تو اسے "حال مقدرہ"/ "حال مستقبلہ" کہتے ہیں۔

وضاحت:

یعنی "حال مقدرہ" میں یہ ضروری ہے کہ حال اور اس کے عامل (فعل وغیرہ

)دونوں ایک ہی وقت میں واقع نہ ہوں، دونوں کا زمانہ ایک نہ ہو بلکہ دونوں کا زمانہ الگ الگ ہو، عامل فعل پہلے واقع ہو، اس کے بعد مستقبل میں حال کا معنی پایا جائے تو یہ "حال مقدرہ" کہلاتا ہے، جیسے:

وَبَشَّرْنَاهُ بِاِسْحَاقَ نبیاً مِنَ الصالِحین:

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا۔

اور ہم نے اسے اسحاق کی بشارت دی کہ وہ نبی، نیک لوگوں میں سے ہوگا۔

اس مثال میں عامل: فعل "تبشیر" (خوشخبری دینا) اور حال "نبیا" دونوں کا زمانہ الگ الگ ہے، کیونکہ خوشخبری دیتے وقت حال (حضرت اسحاق علیہ السلام کا نبی ہونا) موجود نہیں ہے، اس لیے کہ خوشخبری کے وقت آپ اپنی والدہ محترمہ کے رحم میں تھے، یہ حال دوسرے زمانے میں مستقبل میں واقع ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اسے "حال مقدرہ" کہا گیا ہے۔

وخَرُّوا لَه سُجَّداً:

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کے لئے سجدے میں گرے۔

"سُجداً": یہ حال مقدرہ ہے، کیونکہ خرور (گرنے) کے وقت "سجدہ کرنا" نہیں پایا گیا بلکہ خرور کے بعد دوسرے زمانہ میں "سجدہ کرنا واقع ہوا ہے۔

(3): حال مَحْکِیَّہ/حکایۃِ حال ماضی:

جب حال پہلے پایا جائے جبکہ اس کا عامل (فعل وغیرہ) بعد میں واقع ہو تو اسے

"حال مَحْکِیَّہ" کہا جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ جب حال ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس کے عامل کے پائے جانے سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہو تو اسے "حال مَحْکِیَّہ " کہا جاتا ہے۔"حال مَحْکِیَّہ " کی صورت میں ایسے الفاظ سے ترجمہ کیا جائے جو ماضی کا معنی دے۔

دخَلتُ الباب مُستَئذِناً:

میں اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا۔

میں اجازت لینے کے بعد گھر میں داخل ہوا۔

اس مثال میں " مُستَئذِناً"حال مَحْکِیَّہ ہے، کیونکہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لی جاتی ہے ،تو اجازت لینا پہلے پایا گیا اور گھر میں داخل ہونا بعد میں پایا گیا، لہذا اسے "حال مَحْکِیَّہ" کہیں گے۔

وسِیقَ الذین اتقَوْا ربَّھم الی الجنة زُمَراً حتی اذَا جاؤوھا وفُتِحَتْ اَبْوابُھا:

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوں گے۔

ترکیب نحوی:

اس مثال میں "وفُتِحَتْ اَبْوابُھا"حال مَحْکِیَّہ ہے، مطلب یہ کہ مؤمنوں کے آنے سے پہلے ہی جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس صورت میں مؤمنوں کا

اکرام وتعظیم بھی زیادہ ہے۔

تاکیدی معنی پیدا کرنے کے اعتبار سے حال کی قسم:

جب حال ایسے معنی پر دلالت کرے جو پہلے ہی سے حاصل ہوتو اسے حال مؤکدہ کہتے ہیں۔

حال مؤکدہ کی پہچان:

یعنی اگر حال کو ذکر نہ کیا جائے تب بھی حال والا معنی پہلے ہی سے موجود ہوتو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ حال مؤکدہ ہے۔

حال مؤکدہ کو ذکر کرنے کا فائدہ:

سوال:

اگر حال مؤکدہ کو ذکر نہ کریں تب بھی حال کا معنی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر اسے ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟

جواب:

حال مؤکدہ کو ذکر کرنے کی تین وجوہات ہیں، مطلب یہ کہ اسے ذکر کرنے سے تین فائدے حاصل ہوتے ہیں:

پہلا فائدہ:

(1): کبھی حال مؤکدہ اپنے عامل میں تاکیدی معنی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔

پہچان:

جب صـــراحۃً حال اور اس کے عامل دونوں کا معنی ایک ہی ہو (لفظ اور معنی کے

اعتبار سے دونوں ایک ہی ہوں) یا دلالۃً حال اپنے عامل کا ہم معنی ہو(لفظاً تو ایک نہ ہوں لیکن معنی ایک ہی ہوں) تو اس صورت میں حال اپنے عامل میں تاکیدی معنی پیدا کرتا ہے، جیسے:

تبَسَّمَ مُبْتَسِماً:

وہ مسکرا کر ہنسا۔

وَاَرْسَلْنَاکَ لِلناسِ رَسُولاً:

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا۔

اس مثال میں لفظ اور معنی کے اعتبار سے حال اور اس کا عامل دونوں ایک ہی ہیں۔

تبَسَّمَ فَرِحاً:

اس مثال میں حال اور اس کا عامل دونوں لفظاً تو ایک نہیں ہیں لیکن معنًی دونوں ایک ہی ہیں، کیونکہ مسکرانے کو خوش ہونا لازم ہے اس اعتبار سے دیکھا جائے تو دونوں ہم معنی ہیں۔

ثُمَّ وَلَّيْتُم مُدْبِرِيْن:

ترجمہ کنزالایمان: پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے۔

اس مثال میں " مُدْبِرِيْن " حال مؤکدہ ہے۔

دوسرا فائدہ:

(2): کبھی "حال مؤکدہ " ذوالحال میں تاکیدی معنی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔

پہچان:

جب حال اور ذوالحال دونوں سے ایک ہی ذات مراد ہو، دونوں بعینہ ایک ذات پر دلالت کریں تو اس صورت میں حال ذوالحال کی تاکید کے لیے آتا ہے، جیسے:

ذھبُوا جمیعاً:

اس مثال میں "جمیعاً" حال سے وہی ذات مراد ہے جس پر "واؤ جمع ضمیر متصل ذوالحال دلالت کر رہا ہے، تو یہاں "جمیعاً" حال کو ذوالحال میں تاکیدی معنی پیدا کرنے کے لیے ذکر کیا ہے۔

تیسرا فائدہ:

(3): کبھی حال مؤکدہ اپنے سے ماقبل مضمونِ جملہ میں (جملہ سے سمجھے جانے والے معنی میں) تاکیدی معنی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے اور جس جملہ کی تاکید کے لیے آئے اسے "جملہ مؤکّدہ" کہتے ہیں۔

جملہ مؤکدہ میں چند شرائط ہونا ضروری ہے:

"جملہ مؤکدہ" میں جب چند شرائط پائی جائیں گی تو اس وقت حال اپنے سے ماقبل مضمونِ جملہ میں تاکید پیدا کرتا ہے:

(1): "جملہ مؤکدہ" جملہ اسمیہ ہو۔

(2): مبتدا اور خبر دونوں معرفہ اور اسم جامد ہوں۔

(3): حال اسی معنی پر دلالت کرے جو مبتدا کی طرف خبر کی اسناد/نسبت کرنے سے حاصل ہو رہا ہو۔

جب یہ تمام شرائط پائی جائیں تو اس صورت میں حال اسناد/نسبت میں تاکید پیدا کرنے کے لیے آتا ہے، کیونکہ حال سے بھی وہی معنی مراد ہوتا ہے جو مبتدا کی طرف خبر کی اسناد/نسبت کرنے سے حاصل ہوتا ہے، جیسے:

ھذا اَخُوکَ ناصِراً لَکَ:

ایک سے زائد حال ہونے کے اعتبار سے حال کی قسمیں:

حال مُترادفہ:

(1): جب ذوالحال ایک ہو اور اس کے حال ایک سے زیادہ ہوں تو اس حال کو "حال مُترَادِفہ" کہا جاتا ہے، جیسے:

جاء زید راکباً ضاحکاً:

زید سوار ہو کر ہنستے ہوئے آیا۔

اس مثال میں (زید) ذوالحال ایک ہے جبکہ اس کے حال ایک سے زیادہ ہیں اور دونوں ہی زید سے حال بن رہے ہیں۔

حال متداخلہ:

(2): جب ذوالحال ایک ہو اور اس کے حال بھی ایک سے زیادہ ہوں، فرق صرف اتنا ہے کہ دوسرا حال پہلے حال میں موجود ضمیر سے حال بن رہا ہو تو اس دوسرے حال کو "حال متداخلہ" کہا جاتا ہے، جیسے:

جاء زید راکباً ضاحکاً:

زید سوار ہوکر ہنستے ہوئے آیا۔

اس مثال میں "راکباً" کو زید سے حال بنائیں اور "ضاحکاً" کو "راکباً" میں موجود "ھو ضمیر" سے حال بنائیں تو یہ دوسرا حال "حال متداخلہ" کہلائے گا۔

کب حال کو مؤخر کرنا واجب ہے:

(1): جب مضاف الیہ یا مجرور ذوالحال بنے تو حال کو مؤخر کرنا واجب ہے، جیسے:

مرَرُتُ بِزید جالساً:

بیٹھے ہوئے زید کے پاس سے گزرا۔

سَرَّنی ذَھابُ اَخِی مُبَکِّراً:

میرے بھائی کے صبح سویرے جلدی جانے نے مجھے خوش کیا۔

میرے بھائی کے صبح سویرے جلدی جانے سے مجھے خوشی ہوئی۔

ان مثالوں میں ذوالحال مضاف الیہ / مجرور ہے اور حال مؤخر بھی ہے۔

(2): جب حال میں حصر والا معنی پیدا کیا گیا ہو۔یعنی جب حال سے پہلے "اِلَّا" آجائے تو حال کو مؤخر کرنا واجب ہے، جیسے:

وما نُرسِلُ الْمُرسَلِیْن اِلَّا مُبَشِّرِین ومُنْذِرِیْن:

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے والے۔

حال کو حذف کرنے کی صورت:

جب قرینہ پایا جائے تو حال کو حذف کرنا جائز ہے، جیسے:

والملائکۃُ یَدْخُلون علیھم من کُلِّ باب سلام علیکم.

اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے: سلامتی ہو تم پر۔

اصل تقدیر عبارت:

قائلین: سلام علیکم:

قرینہ پائے جانے کی وجہ سے یہاں حال کو حذف کیا گیا ہے۔قرینہ یہ ہے کہ "سلام علیکم" قول کے قبیل سے ہے۔

حال کا عامل:

(1): حال میں فعل عمل کرتا ہے، کیونکہ حال میں اصل عامل فعل ہی ہوتا ہے۔

(2): بعض اوقات شبہ فعل (مصدر، اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ وغیرہ) بھی حال میں عمل کرتے ہیں، جیسے:

سَرَّنی ذَھابُ اَخِی مُبَكِّراً:

میرے بھائی کے صبح سویرے جلدی جانے نے مجھے خوش کیا۔

میرے بھائی کے صبح سویرے جلدی جانے سے مجھے خوشی ہوئی۔

اس مثال میں " مُبَكِّراً" حال کونصب دینے والا عامل وہ "ذَھابُ" مصدر ہے۔

(3): بعض اوقات اسم اشارہ حال میں عمل کرتا ہے، جیسے:

وھذا بَعلِی شیخاً:

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے۔

ترکیب نحوی:

اس مثال میں "بَعل" مضاف ذوالحال ہے اور " شیخاً" حال ہے

اور "شیخاً" حال کونصب دینے والا عامل وہ "ھذا" اسم اشارہ ہے۔

فِتِلْکَ بیُوتُھم خاویۃً:

ترجمہ کنز الایمان: تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھے پڑے۔

تو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں۔

ترکیب نحوی:

اس مثال میں "بیُوتُ" مضاف ذوالحال ہے اور "خاویۃً" حال ہے اور اس میں عامل اسم شارہ ہے۔

(4): بعض اوقات شبہ جملہ (ظرف، جار مجرور وغیرہ) فعل یا شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر حال میں عمل کرتا ہے، جیسے:

محمد معَکَ جالساً:

اس مثال میں "جالساً" حال کونصب دینے والا عامل وہ "معَکَ" ظرف ہے جو فعل یا شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر حال میں عمل کر رہا ہے۔

...... ساتویں فصل ......

ذوالحال کی تعریف اوراس کی مختلف صورتیں

ذو الحال کی تعریف:

وہ اسم جس کی حالت حال بیان کرے اسے ذوالحال کہتے ہیں۔

ذو الحال معرفہ ہوتاہے:

ذوالحال معرفہ ہوتا ہے، اس اعتبار سے اس کی چار صورتیں بنتی ہیں:

(1): ذوالحال اسم ظاہر ہوگا، جیسے:

جاء زید یَسْعَی:

لفظی ترجمہ:

زید آیا اس حال میں کہ وہ دوڑ رہا تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

زید دوڑتا ہوا آیا۔

اس مثال میں ذوالحال "زید" اسم ظاہر صریح ہے۔

(2): ذوالحال ضمیر متصل ہوگا، جیسے:

قرَأتُ الدرسَ جالساً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے بیٹھ کر سبق پڑھا۔

اس مثال میں ذوالحال "ت" ضمیر متصل ہے۔

(3): ذوالحال ضمیر مستتر ہوگا، جیسے:

جاء یَسْعَی:

لفظی ترجمہ:

وہ آیا اس حال میں کہ وہ دوڑ رہا تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

وہ دوڑتا ہوا آیا۔

اس مثال میں "ھو" ضمیر مستتر ذوالحال ہے۔

(4): ذوالحال محذوف ہوگا، جیسے:

اَعْطَانِیْ مَا جَمَعَ مِن المالِ:

اگر آپ کے سامنے یہ عبارت موجود ہو تو پہلے غور کریں کہ "مَا" کی تو بہت قسمیں ہیں یہاں "مَا" کس معنیٰ میں ہے؟

تھوڑی سی توجہ کرنے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ "مَا" اسم موصول مبنی بر سکون مفعول بہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہے، اور "جَمَعَ" اسم موصول کا صِلہ ہے۔

سوال:

صلہ میں ایک ایسی ضمیر ہونا ضروری ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹے، جبکہ "جَمَعَ" میں "ھو" ضمیر مستتر تو فاعل کی طرف لوٹ رہی ہے، تو یہاں بظاہر کوئی ایسی ضمیر نہیں ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹے؟

جواب:

یہاں "ہٗ" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ محذوف نکالیں گے جو "مَا" اسم موصول کی طرف لوٹے گی۔

اَعْطَانِیْ مَا جَمَعَ مِن المالِ:

گویا اصل تقدیر عبارت یوں تھی:

اَعْطَانِیْ مَا جَمَعَهُ مِن المالِ:

ترکیب نحوی:

ترکیب کلام میں "ہُ" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ محذوف کو ذوالحال بنائیں گے اور "مِن المالِ" جار مجرور کو شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ یہاں اس مثال میں ذوالحال ("ہُ" ضمیر منصوب متصل) محذوف ہے۔

"مِن المالِ" جار مجرور کو حال بنانے کی وجہ؟

وجہ یہ ہے کہ جب بھی عبارت میں جار مجرور/ظرف آئے تو یہ دیکھیں کہ معنوی اعتبار سے جار مجرور کا اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے یا فعل سے؟

قاعدہ ہے کہ اگر معنوی اعتبار سے جار مجرور کا تعلق اسم معرفہ سے ہو تو ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور جار مجرور کو شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بناتے ہیں۔

مذکورہ مثال میں معنوی اعتبار سے "مِن المال" جار مجرور کا اسم معرفہ ("ہُ" ضمیر منصوب متصل محذوف) سے تعلق جوڑنے کی صورت میں عبارت کا دُرست معنیٰ بن رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ترکیب کلام میں "ہُ" ضمیر منصوب متصل مفعول بہ محذوف کو ذوالحال بنایا ہے اور "مِن المالِ" جار مجرور کو شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنایا ہے۔ اور "مِن المالِ" میں "مِن" حرف جر مِن بیانیہ ہے۔

لفظی ترجمہ:

(1):اس نے دی مجھے وہ چیز اس نے جمع کیا تھا اس کو یعنی مال۔

(1):اس نے دی مجھے وہ چیز جس کو اس نے جمع کیا تھا اس حال میں کہ وہ مال ہے۔

فائدہ:

جب "مَا" اسم موصول کا بیان "مِنْ" بیانیہ کے ذریعے آرہا ہو تو بسا اوقات اسم موصول اور اس کا جو بیان آرہا ہو دونوں کا ایک ساتھ ملا کر ترجمہ کرنے سے با محاورہ ترجمہ دلکش اور خوبصورت ہو جاتا ہے:

بامحاورہ ترجمہ:

(1):اس نے مجھے وہ مال دیا جو اس نے جمع کیا ہوا تھا۔

(2):اس نے مجھے وہ مال دیا جسے اس نے جمع کر رکھا تھا۔

(3):اس نے مجھے اپنا جمع کیا ہوا مال دیا۔

فائدہ:

اگر اسم موصول کی طرف ضمیر منصوب متصل لوٹے تو بسا اوقات اختصار کی وجہ سے ضمیر منصوب متصل کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ مثال میں حذف کیا گیا ہے۔

ذو الحال کے نکرہ ہونے کی صورتیں:

(1):جب حال مقدم ہو تو اس صورت میں ذو الحال نکرہ ہوگا، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جب ذو الحال نکرہ ہو تو اس صورت میں حال کو مقدم کرنا واجب ہے۔

نحوی قاعدہ:

صفت مقدم نہیں ہوتی اور اگر صفت مقدم ہو جائے تو ترکیب کلام میں اسے حال بناتے ہیں اس لیے کہ حال مقدم ہو سکتا ہے، اور نحوی قاعدہ بھی ہے کہ جب ذوالحال نکرہ ہو تو حال مقدم ہو سکتا ہے۔

یومَ نَحْشُرُ مِنْ کُلِّ اُمّة فوجاً:

ترجمہ کنزالایمان: جس دن اٹھائیں گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج۔

یہاں معنوی اعتبار سے جار مجرور (مِنْ کُلِّ اُمّة) کا فعل سے نہیں بلکہ اسم نکرہ (فوجاً) سے تعلق ہے جیسا کہ ترجمہ سے بھی یہ بات واضح ہے، لہٰذا مذکورہ قاعدے کے مطابق ترکیب کلام میں جار مجرور (مِنْ کُلِّ اُمّة) کو ظرف لغو نہیں بلکہ ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے اور اسم نکرہ (فوجاً) کو ذوالحال بنائیں گے۔

یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ دیکھیں اس مثال میں ذوالحال نکرہ ہے۔

تنبیہ:

جب بھی جار مجرور / ظرف کے بعد اسم نکرہ آئے تو ترجمہ کرنے سے پہلے دیکھ لیا جائے کہ معنوی اعتبار سے جار مجرور / ظرف کا فعل سے تعلق جوڑنا مقصود ہے یا اسم نکرہ سے؟ اگر اسم نکرہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہو تو ترکیب کلام میں جار مجرور کو ظرف لغو نہیں بلکہ ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے اور اسم نکرہ کو ذوالحال بنائیں گے جیسا کہ ابھی مثال گزری ہے۔

یَمَسُّهم منّا عذاب الیم:

ترجمہ کنز الایمان: انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

جاء لِزید غلام:

زید کا غلام آیا۔

مذکورہ مثالوں میں معنوی اعتبار سے جار مجرور کا اسم نکرہ سے تعلق جوڑنے کی صورت میں عبارت کا دُرست کا معنی بن رہا ہے، لہذا مذکورہ قاعدے کے مطابق ترکیب کلام میں جار مجرور ظرف لغو نہیں ہوگا بلکہ ظرف مستقر ہو کر شبہ فعل محذوف سے متعلق ہو کر حال اور اسم نکرہ ذوالحال بنے گا۔

نوٹ:

مذکورہ مثالوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معنوی اعتبار سے ظرف / جار مجرور کا اسم نکرہ یا معرفہ سے تعلق ہونے کی صورت میں جار مجرور کا مختلف طریقوں سے ترجمہ ہوتا ہے:

کبھی موقع محل کے اعتبار سے حرف جر کا لفظ: "میں" یا "سے" یا "میں سے" یا "طرف سے" کے ساتھ ترجمہ کیا جاتا ہے۔

کبھی ادبی ذوق کے لحاظ سے اضافت والا ترجمہ کیا جاتا ہے۔

کبھی حرف جر کا بعینہ ترجمہ ہوتا ہے۔

اور کبھی حرف جر کا ترجمہ ہی نہیں کیا جاتا۔

لہذا جب جار مجرور کا اسم نکرہ یا معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہو تو اس صورت میں حرف جر کا ترجمہ کرتے وقت غور کیا جائے کہ موقع محل کے اعتبار سے ترجمہ کے مذکورہ مختلف

طریقوں میں سے کونسا طریقہ زیادہ خوبصورت اور دلکش ہوگا اور الفاظ کا انتخاب اور ترتیب کیا ہونی چاہیے پھر اُسی کے مطابق ترجمہ کیا جائے۔

ترجمہ میں کمزوری کا سبب:

عبارت اور ترجمہ میں کمزوری کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بعض طلباء کے ذہن میں یہ غلط سوچ ہوتی ہے کہ جب جار مجرور آجائے اور عبارت میں فعل یا شبہ فعل موجود ہو تو ترکیب کلام میں اس جار مجرور کو ظرف لغو بنا کر عبارت میں موجود فعل یا شبہ فعل سے متعلق کریں گے اور یہ نہیں دیکھتے کہ معنوی اعتبار سے جار مجرور کا اسم سے تعلق ہے یا فعل سے۔ جس کی وجہ سے بسا اوقات غلط ترجمہ کرتے ہیں اور عبارت کا معنیٰ ہی بدل جاتا ہے۔

(2): ذوالحال نکرہ مخصوصہ ہوسکتا ہے، جیسے:

جاء ولد جميل ماشياً:

اچھا لڑکا پیدل آیا۔

(3): جب ذوالحال عام ہو، یعنی جب ذوالحال میں عموم پایا جائے اس طرح کہ ذوالحال سے پہلے حرف نفی یا حرف نہی یا حرف استفہام آجائے تو اس صورت میں ذوالحال نکرہ ہوگا، جیسے:

ما اَهْلَكْنا مِنْ قَرْيَة اِلاَّ ولَها كتَاب معلوم:

ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان سب کے لیے ایک مقرر وقت لکھا ہوا تھا۔

اس مثال میں "قَرْيَة" ذوالحال اگرچہ نکرہ ہے، مگر چونکہ حرف نفی کے بعد واقع ہوا ہے، لہذا" ولَها كتَاب معلوم" کو نکرہ سے حال بنانا دُرست ہے۔

هل فی البیت رجُل عالماً:

کیا گھر میں کوئی عالم مرد ہے؟

اس مثال میں بھی "رجُل" ذوالحال نکرہ ہے۔

ذوالحال کی مختلف صورتیں:

عام طور پر کل نو (9) چیزیں ذوالحال بنتی ہیں:

(1): کبھی فاعل ذوالحال بنتا ہے یعنی کبھی حال فاعل کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

جاء زید ضاحکاً:

زید ہنستے ہوئے آیا۔

فخرَج مِنها خائفاً:

تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا۔

خَرُّوا له سُجَّداً:

اس کے لئے سجدے میں گرے۔

ان مثالوں میں فاعل ذوالحال بن رہا ہے۔

(2): کبھی مفعول بہ ذوالحال بنتا ہے یعنی کبھی حال مفعول بہ کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

وجَدْتُ زیداً جالساً:

میں نے زید کو بیٹھا ہوا پایا۔

وَاَرْسَلْنَاکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلاً:

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا۔

ان مثالوں میں مفعول بہ ذوالحال بن رہا ہے۔

(3): کبھی نائب الفاعل ذوالحال بنتا ہے یعنی کبھی حال نائب الفاعل کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

تُؤکَلُ الفاکھةُ ناضجةً:

اس مثال میں (الفاکھةُ) نائب الفاعل ذوالحال بن رہا ہے۔

(4): کبھی خبر ذوالحال بنتی ہے یعنی کبھی حال خبر کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

ھذا زید قادماً:

اس مثال میں (زید) خبر ذوالحال بن رہی ہے۔

(5): کبھی مبتدا ذوالحال بنتا ہے، یعنی کبھی حال مبتدأ کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

عُمَرُ ضاحکاً قادم:

اس مثال میں (عمرُ) مبتدأ ذوالحال بن رہا ہے۔

(6): کبھی اسم مجرور ذوالحال بنتا ہے، یعنی کبھی حال مجرور کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

مررتُ بزید جالساً:

اس مثال میں (زید) مجرور ذوالحال بن رہا ہے۔

(7): کبھی مضاف الیہ ذوالحال بنتا ہے، یعنی کبھی حال مضاف الیہ کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، لیکن مضاف الیہ سے حال بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ مضاف مضاف الیہ کا جزء ہو، جیسے:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُم اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیتاً:

ترجمہ کنزالایمان:

کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔

اس مثال میں "اَخ" مضاف الیہ ذوالحال ہے اور "مَیتاً" حال ہے۔

(8): کبھی مضاف ذوالحال بنتا ہے، یعنی کبھی حال مضاف کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

وھٰذا بَعْلِی شَیْخاً:

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے۔

اس مثال میں "بَعْل" مضاف ذوالحال ہے اور "شَیْخاً" حال ہے۔

فَتِلْکَ بُیُوتُھم خاوِیۃً:

ترجمہ کنزالایمان: تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھے پڑے۔

تو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں۔

اس مثال میں "بُیُوت" مضاف ذوالحال ہے اور "خاوِیۃً" حال ہے اور اس میں عامل اسم اشارہ ہے۔

(9): کبھی مفعول لاجلِہ ذوالحال بنتا ہے، یعنی کبھی حال مفعول لاجلہ کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے، جیسے:

درستُ للفائدة مجردةً:

تنبیہ:

ترجمہ اور ترکیب کرتے وقت ذوالحال کی تعیین کی جائے کہ ان نو (9) چیزوں میں سے کیا چیز ذوالحال بن رہی ہے پھر اسی کے مطابق ترجمہ اور ترکیب کی جائے۔

غلط فھمی:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف فاعل اور مفعول بہ ذوالحال بنتے ہیں جبکہ حقیقةً ایسا نہیں ہے بلکہ کبھی فاعل، کبھی مفعول بہ، کبھی مضاف، کبھی مبتدا، کبھی اسم مجرور ذوالحال بنتا ہے جیسا کہ وضاحت بیان ہو چکی ہے۔

...... آٹھویں فصل ......

حال اور صفت کے درمیان فرق

حال اور صفت میں فرق کرنے کے لیے ایک عمومی قاعدہ:

حال اور صفت کے درمیان فرق کرنے کے لیے ایک عمومی قاعدہ یاد رکھیں جس کی مدد سے آپ ان کے درمیان فرق کر سکتے ہیں، قاعدہ یہ ہے کہ جب درمیانِ کلام میں معرفہ کے بعد جملہ آئے تو حال بنتا ہے اور جب نکرہ کے بعد جملہ آئے تو صفت بنتا ہے۔

فائدہ:

کچھ ایسی خصوصیات بھی ہیں جن کے ذریعے حال اور صفت کے درمیان لفظی اور معنوی فرق کرنا ممکن ہے۔

حال اور صفت کے درمیان لفظی فرق:

(1): صفت کبھی مرفوع، کبھی منصوب اور کبھی مجرور ہوتی ہے، مطلب یہ کہ صفت کی اعرابی حالت بدلتی رہتی ہے، کیونکہ اس کا اعراب موصوف کے مطابق ہوتا ہے، جبکہ حال کی اعرابی حالت ایک ہی ہوتی ہے، وہ یہ کہ حال ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔

(2): جب جملہ صفت بنے تو جملہ صفتیہ مَحَلاً کبھی مرفوع، کبھی منصوب اور کبھی مجرور ہوتا ہے، جبکہ جملہ حالیہ ہمیشہ مَحَلاً منصوب ہوتا ہے۔

حال اور صفت کے درمیان معنوی فرق:

(3): صفت ایسا وصف ہوتی ہے جو موصوف کے ساتھ لازم ہوتی ہے اس کے لیے ہر وقت ثابت ہوتی ہے، جبکہ حال ذوالحال کے ساتھ لازم نہیں ہوتا (یعنی حال ذوالحال کا وصف لازم نہیں ہوتا) بلکہ حال عموماً ایک ایسے وصف پر دلالت کرتا ہے جو ایک خاص وقت

میں صرف خبر دیتے وقت ذوالحال کے لیے پایا جاتا ہے۔

دو جملوں کے ذریعے وضاحت:

جاء محمد كريماً:

لفظی ترجمہ:

آیا محمد اس حال میں کہ وہ سخی تھا۔

با محاورہ ترجمہ:

محمد آیا جب وہ سخی تھا/محمد سخی ہونے کی حالت میں آیا۔

وضاحت:

اس مثال میں "کـریـمـاً" حال ہے جو اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حال (سخی ہونا) محمد کا وصف لازم نہیں (محمد کے لیے یہ وصف ہر وقت ثابت نہیں ہے) بلکہ حال ایک خاص حالت میں اس وصف سخی ہونے کو محمد کے لیے ثابت کر رہا ہے کہ محمد صرف آتے وقت (آنے کی حالت میں) سخی تھا، لہذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محمد آنے سے پہلے بھی سخی تھا۔

جاء محمد الكريم:

لفظی ترجمہ:

آیا سخی محمد۔

با محاورہ ترجمہ:

سخی محمد آیا/محمد آیا جو کہ سخی ہے۔

اس مثال میں "الکریم" صفت ہے جو اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ سخی ہونا محمد کا وصف لازم ہے، یعنی زمانہ ماضی حال اور مستقبل سے قطع نظر محمد کے لیے یہ وصف ثابت ہے کہ محمد آتے وقت (آنے کی حالت میں) بھی سخی تھا ہوسکتا ہے آنے سے پہلے بھی سخی ہو اور بعد میں بھی سخی رہے، لہذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محمد صرف آتے وقت سخی تھا۔

(4): بعض اوقات حال اور صفت کے درمیان فرق کرنے کے لیے "واؤ حالیہ" لائی جاتی ہے۔

واؤ حالیہ عارضی خاص وصف وحالت پر دلالت کرتی ھے:

(5): صفت: عام وصف وحالت کو موصوف کے لیے ثابت کرتی ہے، جبکہ واؤ حالیہ عارضی خاص حالت کو ثابت کرتی ہے۔

بعض "واؤ حالیہ" کو "واؤ ابتدائیہ" اور بعض "واؤ حالیہ" کو "واؤ وقت" کہتے ہیں۔

وجہ یہ بیان کرتے ہیں کیونکہ "واؤ حالیہ "مصاحبۃ اور التصاق کا معنیٰ دیتی ہے، جیسے:

جاء محمد والشمسُ طالعة:

بامحاورہ ترجمہ:

محمد آیا جب سورج طلوع ہو رہا تھا۔

محمد آیا اس حال میں کہ سورج طلوع ہو رہا تھا۔

سورج طلوع ہوتے وقت محمد آیا۔

مطلب یہ کہ سورج کا طلوع ہونا محمد کے آنے کے ساتھ ملا ہوا ہے گویا کہ محمد کا آنا اور سورج کا طلوع ہونا دونوں ایک ہی وقت میں واقع ہوئے ہیں دونوں کا زمانہ ایک ہی ہے۔ معلوم ہوا کہ "واو حالیہ" مصاحبۃ اور التصاق کا معنی دیتی ہے۔

دو جملوں کے ذریعے معنوی فرق کی وضاحت:

جملہ صفتیہ:

ما مرَرْتُ بِرجُل اِلَّا لَهُ مال:

لفظی ترجمہ:

میں نہیں گزرا کسی مرد کے پاس سے مگر اس کے پاس مال ہو۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں صرف ایسی مرد کے پاس سے گزرا ہوں جس کے پاس مال تھا۔

تشریحی ترجمہ:

میں صرف مالدار مرد کے پاس سے گزرا ہوں، کبھی کسی غریب شخص کے پاس سے نہیں گزرا۔

نوٹ:

جملہ صفتیہ ہونے کی صورت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ میں جس مرد کے پاس سے بھی گزرا ہوں زمانہ ماضی حال اور مستقبل سے قطع نظر اس کے لیے صفت مالدار ہونا ثابت ہے کہ گزرتے وقت وہ مرد مالدار تھا، ہوسکتا ہے کہ گزرنے سے پہلے بھی مالدار ہو اور بعد میں بھی مالدار رہے۔

جملہ حالیہ منتقلہ:

ما مرَرْتُ بِرجُل اِلّا ولَهُ مال:

لفظی ترجمہ:

میں نہیں گزرا کسی مرد کے پاس سے مگر اس حال میں کہ اس پاس مال تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں کسی بھی مرد کے پاس سے صرف اس وقت گزرا ہوں جس وقت اس کے پاس مال تھا/جب وہ مالدار تھا۔

مرد کے مالدار ہونے کی حالت میں اس کے پاس سے گزرا۔

نوٹ:

جملہ حالیہ ہونے کی صورت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ میرا گزرنا مرد کے مالدار ہونے کے ساتھ ملا ہوا تھا مطلب یہ کہ اس صورت میں مرد کا مالدار ہونا وصف عام نہیں ہوگا بلکہ خاص ہوجائے گا کہ جس وقت میں گزرا صرف اس وقت وہ مالدار تھا اس سے پہلے وہ مالدار نہیں تھا، زمانہ ماضی میں مرد کے لیے مالدار ہونا صفت ثابت نہیں تھی۔

حال کا ترجمہ کیسے کریں؟

موقع محل اور سیاق وسباق کے اعتبار سے حال کا جُدا جُدا الفاظ وتعبیرات کے ساتھ ترجمہ کیا جاتا ہے، مطلب یہ کہ موقع کی مناسبت سے مختلف طریقوں سے حال کا ترجمہ کرتے ہیں۔

لہذا حال کا ترجمہ کرتے وقت غور کریں کہ کن الفاظ کے ساتھ ترجمہ کرنا معیاری ادبی اور دلکش ترجمہ کہلائے گا: جو طریقہ زیادہ اچھا معلوم ہو اُسی کے مطابق ترجمہ کیا جائے۔

حال کا ترجمہ کرنے کے سینتیس (37) طریقے:

(1): کبھی "کر" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

فتبَسَّمَ ضاحِكاً مِنْ قَوْلِها:

بامحاورہ ترجمہ:

تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔

پھر اس کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑا۔

جاء زيد ماشياً:

بامحاورہ ترجمہ:

زید پیدل چلکر آیا۔

(2): کبھی "ہو کر" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

تَخْرُجْ بَيْضَاءَ:

بامحاورہ ترجمہ:

سفید ہو کر نکلے گا۔

جاء زید راکباً:

بامحاورہ ترجمہ:

زید سوار ہو کر آیا۔

وانقلبوا صاغِرین:

ترجمہ کنز الایمان: اور ذلیل ہو کر پلٹے۔

(3): کبھی "بن کر" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

قامُوا کُسَالَی:

بامحاورہ ترجمہ:

سُست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(4): کبھی " کہ " کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

اذا اُلقُوا فِیہا سَمِعُوا لَہا شہیقاً وہِیَ تَفُوْر:

ترجمہ کنز الایمان: جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینکنا سنیں گے کہ جوش مارتی ہے۔

وبَشَّرْنَاہُ بِاِسْحاقَ نبیاً مِنَ الصالِحین:

ترجمہ کنز الایمان: اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا۔

ورَأیتَھم یَصُدُّونَ وھُمْ مُستَکبِرُون:

ترجمہ کنزالایمان: اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔

(5): جب حال کسی چیز کی علت بیان کرنے کے لیے آئے تو اس صورت میں کبھی "تاکہ" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

جاء کم یُعَلِّمکم دینکم:

وہ تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں۔

یہاں حال لاکر اس کے آنے کا مقصد بتانا مقصود ہے۔

جاء زید یَشْھَد بذلک:

زید آیا تاکہ اس بات کی گواہی دے۔

(6): کبھی "کے طور پر" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

وما خَلَقْنَا السماءَ والارضَ وما بَیْنَھُما لاعِبِیْن:

ترجمہ کنزالایمان:

اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر

(7): جب حال کسی چیز کی علت بیان کرنے کے لیے آئے تو اس صورت میں کبھی "کے لیے" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

جلَسَا یتَحدَّثَان:

وہ دونوں گفتگو کرنے کے لیے بیٹھے۔

جاء کم یعلِّمکم دینَکم:

وہ تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے ہیں۔

جاء زید یَشھَدُ بذلک:

زید اس کی گواہی دینے کے لئے آیا۔

(8): کبھی "سے" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

قامُوْا کُسَالٰی:

بامحاورہ ترجمہ:

سُستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

یَمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْن:

بامحاورہ ترجمہ:

وہ اطمینان سے چلتے پھرتے ہیں۔

(9): کبھی "میں" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

اُلْقِیَ السَّحَرَۃُ ساجدین:

ترجمہ کنزالایمان: جادوگر سجدے میں گرادیئے گئے۔

وجَدْتُ زیداً غاضباً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے زید کو غصہ میں پایا۔

(10): کبھی" کی حالت میں" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

وجَدْتُ زیداً غاضباً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے زید کو غصہ کی حالت میں پایا۔

قرَأتُ الکتابَ مُتعَباً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے تھکاوٹ کی حالت میں کتاب پڑھی۔

(11): کبھی "اس حال میں کہ" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

جاء زید راکباً:

بامحاورہ ترجمہ:

زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔

قرَأتُ الکتابَ مُتعَباً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے کتاب پڑھی اس حال میں کہ میں تھکا ہوا تھا۔

(12): کبھی "حالانکہ" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

قرَأتُ الکتابَ مُتعَباً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے کتاب پڑھی حالانکہ میں تھکا ہوا تھا۔

(13): کبھی "تے" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

ولا تَعْثَوْا فِی الارْضِ مُفْسِدِیْنَ:

بامحاورہ ترجمہ:

اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔

وجاء اَھْلُ المدینۃ یَسْتَبْشِرُون:

ترجمہ کنزالایمان: اور شہر والے خوشیاں مناتے آئے۔

(14): کبھی "تے ہوئے" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

ولا تَعْثَوْا فِی الارْضِ مُفْسِدِیْنَ:

بامحاورہ ترجمہ:

اور زمین میں فساد مچاتے ہوئے نہ پھرو۔

اور زمین میں فساد پھیلاتے ہوئے نہ پھرو۔

وجاء اَھْلُ المدینۃ یَسْتَبْشِرُون:

اور شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔

(15): کبھی "تا ہوا / ہوا" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

فخرَج مِنْھا خائِفاً:

ترجمہ کنزالایمان: تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا۔

وجَدُتُ زیداً جالساً:

میں نے زید کو بیٹھا ہوا پایا۔

(16): کبھی "تھا" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

ما اَهُلَكُنا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا ولَهَا كتَاب معلوم:

ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان سب کے لیے ایک مقرر وقت لکھا ہوا تھا۔

(17): کبھی "رہا تھا" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

جاء محمد والشمسُ طالعة:

بامحاورہ ترجمہ:

محمد آیا جب سورج طلوع ہو رہا تھا۔

(18): بعض اوقات حال کا ترجمہ کرتے وقت کسی لفظ کا اضافہ نہیں کرتے، جیسے:

فتِلْکَ بیُوتُهم خاويةً:

ترجمہ کنز الایمان: تو یہ ہیں ان کے گھر ڈھے پڑے۔

وجَدُتُ زیداً ساخطاً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے زید کو ناراض پایا۔

جاء زید ماشیاً:

بامحاورہ ترجمہ:

زید پیدل آیا۔

خُلق الانسان ضعیفاً:

ترجمہ کنزالایمان: اور آدمی کمزور بنایا گیا۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسابُھم وھُمْ فِی غَفْلة مُعْرِضُون:

لوگوں کا حساب نزدیک اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہیں۔

تَکَلَّم مُرْتَجِلاً:

وہ فی البدیہہ / بلاتوقف / برجستہ بولا۔

(19): کبھی "والا" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

وما نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْن اِلَّا مُبَشِّرِین ومُنْذِرِیْن:

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے والے۔

وبَشَّرْنَاہُ بِاِسْحاقَ نبیاً مِنَ الصالِحین:

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا۔

ومَنْ اَرادَ الآخِرةَ وسعَی لَھا سَعْیَھا وھُوَ مُؤمِن:

ترجمہ کنزالایمان: اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا۔

(20): کبھی "جو" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

فتِلْکَ بیُوتُھم خاویةً:

سو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں۔

اس مثال میں "بیُوتٌ" مضاف ذوالحال ہے اور "خاویۃً" حال ہے۔

مَرَجَ البَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَان:

اس نے دوسمندر ملادیے جو باہم ملتے ہیں۔

مررتُ بزید جالساً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں زید کے پاس سے گزرا جو بیٹھا ہوا ہے۔

مررتُ بزید وھو یقرأُ القرآنَ:

میں زید کے پاس سے گزرا جو قرآن پڑھ رہا ہے۔

(21): کبھی "جب" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

جاء محمد والشمسُ طالعة:

بامحاورہ ترجمہ:

محمد آیا جب سورج طلوع ہو رہا تھا۔

(22): کبھی "جبکہ" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

قرَأْتُ الکتابَ مُتْعَباً:

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے کتاب پڑھی جبکہ میں تھکا ہوا تھا۔

ومَنْ اَرادَ الآخِرۃَ وسعَی لَھا سَعْیَھا وھُوَ مُؤمِن:

اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشش کرے جیسی کوشش کرنے کا حق ہے

جبکہ ہو وہ مؤمن۔

اس مثال میں حال ذوالحال کے لئے قید/شرط بن کر استعمال ہو رہا ہے۔

(23): کبھی "باوجود" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

قراتُ الکتاب تَعِباً:

میں نے تھکاوٹ کے باوجود کتاب پڑھی۔

(24): کبھی "ہوتے وقت" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

جاء محمد والشمسُ طالعة:

بامحاورہ ترجمہ:

سورج طلوع ہوتے وقت محمد آیا۔

(25): کبھی "بھی" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

وَمَنْ اَرادَ الآخِرةَ وسعٰی لها سَعْیَها وهُوَ مُؤمِنٌ:

اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرے اور وہ مؤمن بھی ہو۔

(26): کبھی موصوف صفت والے اسلوب میں حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُم أَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیتاً:

ترجمہ کنزالایمان: کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے۔

اس مثال میں "اَخ" ذوالحال ہے اور "مَیتاً" حال ہے۔

مررتُ بالسیارۃ وھی مُسْرِعۃ:

بامحاورہ ترجمہ:

میں تیز رفتار گاڑی کے پاس سے گزرا۔

(27): جب جار مجرور / ظرف حال بن رہا ہو تو اس صورت میں کبھی موقع کی مناسب سے حال کا اضافت والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

رائیتُ الکتابَ لِزیدٍ:

میں نے زید کی کتاب دیکھی۔

اس مثال میں معنوی اعتبار سے جار مجرور کا اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور جار مجرور (لزید) کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کرکے حال بنائیں گے۔

الکتابُ لزید جمیل:

زید کی کتاب خوبصورت ہے۔

اس مثال میں معنوی عتبار سے جار مجرور (لِزید) کا تعلق اسم معرفہ سے ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ (الکتابُ) کو ذوالحال اور جار مجرور کو ظرف مستقر بنا کر فعل یا شبہ فعل محذوف سے متعلق کرکے حال بنائیں گے۔

الاذکارُ قبْلَ النوم تُفِیدُ جدّاً:

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف / مفعول فیہ کا اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور اسم ظرف / مفعول فیہ کو ظرف

مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

لفظی ترجمہ:

وہ وظائف جو سونے سے پہلے ہوتے ہیں فائدہ دیتے ہیں بہت۔

بامحاورہ ترجمہ:

سونے سے پہلے کے وظائف بہت فائدہ دیتے ہیں۔

قَرَأتُ الاذکارَ بعد صلاۃِ الفجر:

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف / مفعول فیہ کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور اسم ظرف / مفعول فیہ کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

لفظی ترجمہ:

میں نے پڑھے وہ وظائف جو نماز فجر کے بعد ہوتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے نمازِ فجر کے بعد کے وظائف پڑھے۔

جاء الفریقُ مِنْ اَھْلِ الکتاب:

اہلِ کتاب کی جماعت آئی۔

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف / مفعول فیہ کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور اسم ظرف / مفعول فیہ کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

(28): جب جارمجرور/ظرف حال بن رہا ہوتو اس صورت میں کبھی موقع کی مناسب سے "کی طرف سے" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

جاء الحکمُ مِنْ العلماء:

علمائے کرام کی طرف سے حکم آیا۔

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے جارمجرور کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور جارمجرور کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

(29): جب جارمجرور/ظرف حال بن رہا ہوتو اس صورت میں کبھی موقع کی مناسب سے "میں سے" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

قرَاْتُ الواحدَ مِنْ هذه الکتُب:

ان کتابوں میں سے ایک کتاب میں نے پڑھی۔

جاء الفریقُ مِنْ اَهْلِ الکتاب:

کتاب والوں میں سے جماعت آئی۔

ان مثالوں میں معنی کے اعتبار سے جارمجرور کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور جارمجرور کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

(30): جب جارمجرور/ظرف حال بن رہا ہوتو اس صورت میں کبھی موقع کی مناسب سے "میں" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

قالَ القائلُ منهم:

ان میں کہنے والا بولا۔

وجدتُ زیداً مِن الصابرین:

میں نے زید کو صبر کرنے والوں میں پایا۔

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے جار مجرور کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور جار مجرور کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

(31): جب جار مجرور / ظرف حال بن رہا ہو تو اس صورت میں بعض اوقات حال کا ترجمہ کرتے وقت کوئی لفظ نہیں بڑھاتے بلکہ بعینہ ظرف / حرف جر کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

فخَرَج علی قَوْمِه فی زِیْنته:

ترجمہ کنز الایمان: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں۔

اس مثال میں معنوی اعتبار سے جار مجرور (فی زِیْنته) کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ سے تعلق جوڑنا مقصود ہے۔

لہذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ (هُوَ ضمیر فاعل) کو ذوالحال اور جار مجرور (فی زِیْنته) کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

رَاَیْتُ خالداً بَیْنَ الاَشْجار:

لفظی ترجمہ:

میں نے دیکھا خالد کو اس حال میں کہ / جب وہ درختوں کے درمیان موجود تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

درختوں کے درمیان خالد کو دیکھا۔

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف / مفعول فیہ کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ (خالد) سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہٰذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور اسم ظرف / مفعول فیہ کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

رَاَیْتُ القلمَ فوق الکتاب:

لفظی ترجمہ:

میں نے دیکھا قلم اس حال میں کہ / جب وہ کتاب پر تھا۔

بامحاورہ ترجمہ:

میں نے کتاب پر / کتاب کے اوپر قلم دیکھا۔

اس مثال میں معنی کے اعتبار سے ظرف / مفعول فیہ کا فعل سے نہیں بلکہ اسم معرفہ (القلم) سے تعلق جوڑنا مقصود ہے، لہٰذا ترکیب کلام میں اسم معرفہ کو ذوالحال اور اسم ظرف / مفعول فیہ کو ظرف مستقر بنا کر شبہ فعل محذوف سے متعلق کر کے حال بنائیں گے۔

(32): جب اسم جامد حال بنے اور تشبیہ پر بھی دلالت کرے تو اس صورت میں حال کا تشبیہ والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

کَرَّ الفارِسُ اَسَداً:

بامحاورہ ترجمہ:

شاہسوار نے شیر کی طرح حملہ کیا۔

اس مثال میں "اَسَـــداً" اسم جامد حال ہے اور تشبیہ معنی پر بھی دلالت کررہا ہے اور اسم جامد "مُشَبَّهاً الاَسَد" اسم مشتق کی تاویل میں ہوکر حال ہے۔

اَطُلَعَ کوکباً:

وہ ستارے کی طرح چمکا۔

(33): جب اسم جامد حال بنے تو اس صورت میں کبھی "بن کر" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

اَطُلَعَ کوکباً:

وہ تارہ بن کر چمکا۔

(34): کبھی موقع کی مناسبت سے حال کا مصدری معنی والا ترجمہ کرتے ہیں ،جیسے:

سَرَّنی ذَھابُ اَخِی مُبَکِّراً:

میرے بھائی کے صبح سویرے جلدی جانے نے مجھے خوش کیا۔

میرے بھائی کے صبح سویرے جلدی جانے سے مجھے خوشی ہوئی۔

اس مثال میں "اَخ" مضاف ذوالحال ہے، "مُبَـــکِّـراً" حال کو نصب دینے والا عامل وہ "ذَھابُ" مصدر ہے، اور یہاں اسم فاعل "مُبَکِّراً" حال کا مصدری معنی والا ترجمہ کیا گیا ہے۔

(35):اگر حال کی قسم حال مَحْكِيَّه /حكايةِ حال ماضی ہوتواس صورت میں کبھی موقع کی مناسبت سے حال کا ماضی والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

وسِيْقَ الذين اتقوا ربَّهم الى الجنة زُمَراً حتى اذا جاؤوها وفُتِحَتْ اَبْوابُها:

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کُھلے ہوں گے۔

اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کُھلے ہوئے ہوں گے۔

ترکیب نحوی:

اس مثال میں "وفُتِحَتْ اَبْوابُها" "حال مَحْكِيَّه" ہے، یہاں حال کا ماضی والا ترجمہ کیا ہے، مطلب یہ کہ استقبال کے طور پر مؤمنوں کے آنے سے پہلے ہی جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس صورت میں مؤمنوں کی تعظیم بھی زیادہ ہے۔

(36):اگر حال کی قسم حال مقدّرہ /حال مستقبلہ ہوتواس صورت میں کبھی موقع کی مناسبت سے حال کا مستقبل والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

وبَشَّرْنَاهُ بِاِسْحاقَ نبياً مِنَ الصالِحين:

اور ہم اسے اسحاق کی بشارت دے کہ وہ نبی، نیک لوگوں میں سے ہوگا۔

اس مثال میں عامل (فعل "تبشیر" "خوشخبری دینا) اور حال "نبیا" دونوں کا زمانہ الگ الگ ہے۔ کیونکہ خوشخبری دیتے وقت حال (حضرت اسحاق علیہ السلام کا نبی ہونا) موجود نہیں ہے اس لیے کہ خوشخبری کے وقت آپ اپنی والدہ محترمہ کے رحم میں تھے، لہذا یہ حال دوسرے زمانہ میں مستقبل میں واقع ہوگا، یہی وجہ ہے کہ اسے "حال مقدّرہ" کہا گیا ہے۔

(37): کبھی حال ذوالحال کے لئے قید یا شرط بن کر استعمال نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات حال اپنے ماقبل حکم کی مزید مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے آتا ہے اس صورت میں کبھی موقع کی مناسبت سے "حالانکہ" کے ساتھ حال کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

اتأمُرُونَ الناسَ بالبِر وتَنسَوْنَ انْفُسَکم وانتم تَتلُون الکتاب:

ترجمہ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔

اس مثال میں "وانتم تَتلُون الکتاب" اپنے ماقبل فعل کے فاعل سے حال بن رہا ہے اور اس حال کا مقصد ماقبل حکم کو مقید کرنا اور خاص کرنا نہیں ہے بلکہ اس حکم کی مزید برائی اور قباحت بیان کرنا مقصود ہے یعنی ڈانٹنا، جھڑکنا، شرم دلانا اور شرمندہ کرنا مقصود ہے کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ کتاب کی تلاوت کرتے ہو پھر بھی اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو۔

تنبیہ:

موقع محل اور سیاق وسباق کے اعتبار سے حال کا ترجمہ کرنے کے مختلف آداب اور طریقے ہیں، لہذا حال کا ترجمہ کرتے وقت معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حال کی کونسی قسم ہے ؟عبارت میں حال کو لانے کا مقصد کیا ہے؟ تب ہی موقع کی مناسبت سے حال کا دُرست انداز میں معیاری ادبی ترجمہ کرنا ممکن ہوگا۔

مشورہ:

حال کا ترجمہ کرتے وقت یہ بات بھی پیش نظر ہونی چاہیے کہ حال کا ترجمہ کرنے کے مختلف آداب اور طریقوں کو سامنے رکھتے ہوئے کن الفاظ کے ساتھ حال کا ترجمہ کرنا زیادہ بہتر ہے؟لہذا موقع کی مناسبت سے پہلے کسی ایک طریقے کا انتخاب کریں گے پھر اُسی کے مطابق حال کا ترجمہ کریں گے۔

حال کا غلط ترجمہ:

بعض طلبہ حال کا ہر جگہ بس ایک ہی انداز میں اس طرح ترجمہ کرتے ہیں:"اس حال میں کہ "، جبکہ بعض جگہ اس طرح ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنیٰ ومفہوم ہی واضح نہیں ہوتا بلکہ ترجمہ کی روح ہی فوت ہو جاتی ہے۔

ترجمہ میں کمزوری کا سبب:

عام طور پر طلبائے کرام کے ذہن میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ حال کا ترجمہ صرف ایک ہی طریقے سے ہوتا ہے جبکہ حقیقۃً ایسا نہیں ہے، اس طرح کی غلط سوچ پیدا ہونے کی ایک وجہ

یہ بھی ہے کہ عربی اور اُردو زبان کے مختلف اسلوب و بیان وفکر و مزاج اور طبیعت سے واقف نہیں ہوتے، ان کی محاورتی تعبیرات کا استعمال نہیں جانتے، عربی اور اُردو فصاحت و بلاغت پر نظر نہیں ہوتی یہ ہی وجہ ہے کہ عربی عبارات کا دُرست اور معیاری ترجمہ کرنے میں غلطیاں کرتے ہیں۔

سمجھانے کے لئے صرف چند مثالیں بیان کی ہیں جن میں حال کا مختلف الفاظ وتعبیرات کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ آپ مزید ان سے بہتر تعبیر میں حال کا ترجمہ کر سکتے ہوں، دوسرا یہ کہ یہ شرعی مسئلہ تو ہے نہی، ہر ایک کا اپنا تجربہ اپنی رائے ہے جس کا جتنا ظرف تھا اُتنا ہی پہچانا۔

دسویں فصل

"اِذَا" ظرفیہ کا ترجمہ کیسے کریں؟

غلط فہمی:

بعض طلبہ یہ سمجھتے ہیں کہ "اذا" ظرفیہ جس فعل پر داخل ہوتا ہے اس کا ایک ہی طریقے سے ترجمہ ہوتا ہے۔ جبکہ حقیقۃً ایسا نہیں ہے بلکہ موقع محل کے اعتبار سے اُس فعل کا مختلف طریقوں سے ترجمہ ہوتا ہے، لہذا موقع محل کے اعتبار سے جو طریقہ خوبصورت اور بہتر معلوم ہو اُسی کے مطابق ترجمہ کیا جائے۔

اسی طرح موقع کی مناسبت سے "اذا" ظرفیہ کا بھی مختلف الفاظ کے ساتھ ترجمہ ہوتا ہے، لہذا ترجمہ کرتے وقت موقع محل کے اعتبار سے ایسے لفظ سے ترجمہ کیا جائے جو موقع کے زیادہ مناسب ہو۔

اذا ظرفیہ:

جب "اذا" ظرف کے لیے استعمال ہو تو اسے "اذا" ظرفیہ کہا جاتا ہے۔

اذا ظرفیہ کی دو قسمیں:

شرط والا معنیٰ پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے "اذا" ظرفیہ کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

(1): "اذا" ظرفیہ غیر شرطیہ:

"اذَا": بعض اوقات صرف ظرف کے لیے استعمال ہوتا ہے، (یعنی کبھی اس سے صرف وقت مراد ہوتا ہے) شرط کا معنیٰ نہیں دیتا، اسے "اذا" ظرفیہ محضہ کہا جاتا ہے۔

و الليل إِذَا يَسْرِ:

ترجمہ:

اور رات کی جب وہ چل دے۔

ترکیب نحوی:

"اذا" ظرفیہ زمانیہ/غیر شرطیہ، مضاف مَحلاً منصوب، مفعول فیہ.

یسری: جملہ فعلیہ، مضاف الیہ، محلا مجرور۔

نوٹ:

اس مثال میں "اذَا": صرف ظرف کے لیے ہے۔

فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ:

پھر جو نہ پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب تم لوٹو۔

پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ۔

نوٹ:

اس آیت میں "اذَا": صرف ظرف کے لیے ہے۔

دوسری قسم:

(2): "اذا" ظرفیہ شرطیہ:

"اذَا" میں اگر ظرف کے ساتھ ساتھ شرط والا معنیٰ بھی پایا جائے تو اس صورت میں اسے "اذا" ظرفیہ شرطیہ کہا جاتا ہے۔

اذا ظرفیہ کا اکثر استعمال:

"اذا"ظرفیہ اکثر شرط کا معنی دیتا ہے۔(یعنی اکثر شرط کے معنی میں استعمال ہوتا ہے)۔

اذا ظرفیہ کی خصوصیات:

"اذا"ظرفیہ شرطیہ ہو یا غیر شرطیہ دونوں کی خصوصیات ایک ہی ہیں:

(1): "اذا"ظرفیہ : اسم ظرف زمان کہلاتا ہے اور ظرف زمان (مفعول فیہ) ہونے کی وجہ سے مَحَلاً منصوب ہوتا ہے۔

(2): "اذا"ظرفیہ: جملے کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے، لہٰذا ترکیب کلام میں "اذا"ظرفیہ کو مضاف اور جملے کو مضاف الیہ بنائیں گے اور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے جملہ مَحَلاً مجرور ہوگا۔

(3): "اذا"ظرفیہ: صرف جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے اور اکثر فعل ماضی پر ہی داخل ہوتا ہے جبکہ فعل مضارع پر بہت کم داخل ہوتا ہے۔

(4): "اذا"ظرفیہ: کبھی اسم پر بھی داخل ہوتا ہے، مگر اس صورت میں اسم سے پہلے فعل محذوف نکالیں گے جس فعل کی تفسیر مابعد فعل کرتا ہے، اور اسم کو اس فعل محذوف کا فاعل یا نائب الفاعل بنائیں گے۔

اذا ظرفیه کا معنوی عمل:

(1):"اذا"ظرفیه: عموماً مستقبل کا معنی دیتا ہے،لہذا اگر یہ فعل ماضی پر بھی داخل ہوتب بھی فعل کا مستقبل والا ہی ترجمہ کریں گے۔

(2):"اذا"ظرفیه: کی اصل وضع مستقبل ہی کے لیے ہے،لیکن یہ بعض اوقات ماضی کے لیے آتا ہے،تو اس صورت میں فعل کا ماضی والا ترجمہ کریں گے،جیسے:

واذا رَاَوُا تِجارةً اَوْ لَهْواً اِنْفَضُّوْا اِلَيْها:

ترجمہ کنز الایمان:

اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اُس کی طرف چل دیئے۔

(3):"اذا"ظرفیه: بعض اوقات حال کے لیے آتا ہے،تو اس صورت میں فعل کا حال والا ترجمہ کریں گے،جیسے:

وَاِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا:

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر خوش ہو جاتے ہیں۔

اذا ظرفیہ کا ترجمہ کرنے کے چار (4) طریقے:

موقع محل کے اعتبار سے "اذا" ظرفیہ کا مختلف الفاظ کے ساتھ ترجمہ کرتے ہیں، لہذا موقع کی مناسبت سے جو طریقہ زیادہ دلکش اور خوبصورت معلوم ہو اُسی کے مطابق "اذا" ظرفیہ کا ترجمہ کیا جائے:

(1): کبھی موقع کی مناسبت سے "جب" کے ساتھ "اذا" ظرفیہ کا ترجمہ کرتے ہیں۔

(2): کبھی موقع کی مناسبت سے "جب کہ" کے ساتھ "اذا" ظرفیہ کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ:

انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق راضی ہو جائیں۔

تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں۔

(3): کبھی موقع کی مناسبت سے "بشرطیکہ" کے ساتھ "اذا" ظرفیہ شرطیہ کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ:

اگر کسی اور سے اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو اس میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں

بشرطیکہ تم دے دو جو دستور کے مطابق تم نے دینا ٹھہرایا ہے۔

ترکیب نحوی:

یہاں "اذا" میں دو احتمال ہیں:

(1):"اذا"ظرفیه غیر شرطیه مضاف مَحلاً منصوب.

(2):"اذا"ظرفیه شرطیه مضاف مَحلاً منصوب.

شرطیہ ہونے کی صورت میں جواب شرط محذوف ہوگا، حذف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جواب شرط پر ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے۔

(4): کبھی موقع کی مناسبت سے "اگر" کے ساتھ "اذا" ظرفیہ شرطیہ کا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

اذَا اِجْتَهدْتَ نجَحْتَ:

اگر تو محنت کرے گا تو کامیاب ہوگا۔

یعنی تیری کامیابی تیری محنت کے ساتھ مشروط ہے، گویا یہاں "اذا" ظرفیہ "اِن" کے معنی میں ہے۔

ترکیب نحوی:

"اذا"ظرفیه شرطیه مضاف مَحلاً منصوب.

اِجْتَهدْتَ : جملہ فعلیہ، مضاف الیہ، محلا مجرور۔

نجَحْتَ: جملہ فعلیہ، جواب شرط، لا مَحَلَّ لَها مِن الاعراب.

اذا ظرفیہ جس فعل پر داخل ہو اُس فعل کا ترجمہ کرنے کے چھ (6) طریقے:

"اذا"ظرفیہ جس فعل پرداخل ہوتا ہے،موقع محل کے اعتبار سے اُس فعل کا مختلف تعبیرات کے ساتھ کبھی حال، کبھی مستقبل اور کبھی ماضی والا ترجمہ کرتے ہیں۔

لہذا ترجمہ کرتے وقت اس کی طرف توجہ ہونی چاہیے،موقع محل کے اعتبار سے جو تعبیر خوبصورت اور بہتر معلوم ہو اُسی کے مطابق ترجمہ کیا جائے۔

حال والا ترجمہ:

(1): کبھی "تا ہے" کے ساتھ فعل کا حال والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ:

جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

ترکیب نحوی:

"اذا"ظرفیه شرطیه مضاف مَحلاً منصوب.

مَرِضْتُ: جمله فعلیه مضاف الیه محلا مجرور.

فَاَء: رابطہ/جزائیہ۔

هُوَ :مبتدأ.

يَشْفِينِ: جمله فعليه خبر.

مبتدأاور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط۔

اذا اَکَلْتُ الطعامَ قراتُ بسمَ الله:

جب میں کھانا کھاتا ہوں تو بسم اللہ پڑھتا ہوں۔

اذا قرَاْتُ الدرسَ لم اَتَکَلّمْ :

جب میں سبق پڑھتا ہوں تو باتیں نہیں کرتا۔

مستقبل والا ترجمہ:

(2): کبھی فعل کا مستقبل والا ترجمہ کرتے ہیں، اس صورت میں کبھی موقع محل کے اعتبار سے "وں گا" یا "ے گا" یا "ئے گا" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

اذا اَکَلْتُ الطعامَ قراتُ بسمَ الله:

جب میں کھانا کھاؤں گا تو بسم اللہ پڑھوں گا۔

اذَا ذهَبْتَ ذهَبْتُ:

اگر تم جاؤ گے تو میں جاؤں گا۔

مستقبل والا ترجمہ:

(3): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "ئے" یا "ے" یا "یں" کے ساتھ فعل کا ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے، ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے

، مثلاً:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ :

اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں۔

ترکیب نحوی:

"اذا"ظرفیه شرطیه مضاف مَحلًا منصوب.

سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی:

جمله فعلیه مضاف الیه محلا مجرور.

فَاء: رابطہ/جزائیہ۔

انّ :حرف مشبه بالفعل.

یاء ضمیر اسم.

قریب:خبر

مبتدااور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ :

دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔

ترکیب نحوی:

اُجِیْب دَعْوَةَ الدَّاع: جملہ فعلیہ۔

"اذا"ظرفیه مضاف مَحلًا منصوب.

دَعَانی: جملہ فعلیہ، مضاف الیہ، محلا مجرور۔

اذَا ذهَبْتَ ذهَبْتُ:

اگر تم گئے تو میں جاؤں گا۔

اِذَا قُرِءَ القرآنُ فَاستَمِعُوا لَـہ:

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو۔

فَاِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَاَقِيمُوا الصَّلٰوۃَ:

پھر جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو نماز قائم کرو۔

مستقبل والا ترجمہ:

(4): کبھی فعل کا مستقبل والا ترجمہ کرتے ہیں، اس صورت میں کبھی موقع محل کے اعتبار سے "و" یا "ؤ" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی، متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

اذا اکَلْتَ الطعامَ فَاقْرأْ بسمَ الله:

جب تم کھانا کھاؤ تو بسم اللہ پڑھو۔

اذا قراتَ الدرس لا تتکلّمْ :

جب تم سبق پڑھو تو باتیں مت کرو۔

فَاِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَاَقِيمُوا الصَّلٰوۃَ:

پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو نماز قائم کرو۔

مستقبل والا ترجمہ:

(5): کبھی فعل کا مستقبل والا ترجمہ کرتے ہیں، اس صورت میں کبھی موقع محل کے اعتبار سے "چکو" یا "لو" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنیٰ اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ:

پھر جب حج کے ارکان ادا کر چکو تو اللہ کو یاد کرو۔

پھر جب اپنے حج کے ارکان ادا کر لو تو اللہ کو یاد کرو۔

ترکیب نحوی:

الفاء: استئنافية

"اذا" ظرفيه شرطيه مضاف مَحلًا منصوب مفعول له فيه.

اسے "اذْكُرُوا" فعل سے متعلق کریں گے۔

قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ: جملہ فعلیہ، مضاف الیہ، مَحلاً مجرور.

الفاء: رابطہ / جزائیہ۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ: جملہ انشائیہ، جواب شرط، لا مَحَلَّ لَها مِن الاعراب.

ماضی والا ترجمہ:

(6): کبھی موقع محل کے اعتبار سے فعل کا ماضی والا ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

اذا هلَکَ قُلْتُم:

ترجمہ کنزالایمان:

جب انہوں نے (حضرت یوسف نے) انتقال فرمایا تم بولے۔

ترکیب نحوی:

"اذا" ظرفیه شرطیه مضاف مَحلًا منصوب مفعول فیه.

هلَکَ : جملہ فعلیہ، مضاف الیہ، محلا مجرور۔

قُلْتُم: جملہ فعلیہ، جواب شرط، لا مَحَلَّ لَها مِن الاعراب.

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللهَ :

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو۔
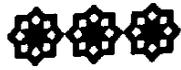
"اذَا" فجائیہ کا ترجمہ کیسے کریں؟

اذَا فجائیہ کی خصوصیات:

(1):"اذا"فجائیه صرف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے۔

(2):"اذا"فجائیه: ہمیشہ اسم پر داخل ہوتا ہے،اس کی خبر کبھی مذکور ہوتی ہے اور کبھی محذوف۔

(3):"اذا"فجائیه کلام کے شروع میں نہیں آتا، بلکہ درمیان کلام میں آتا ہے۔

(4):"اذا"فجائیه کا جواب شرط وغیرہ نہیں ہوتا۔

(5):"اذا"فجائیه حرف شمار ہوتا ہے،اس کا مَحلاً کوئی اعراب نہیں ہوتا،اور بعض اسے اسم ظرف مانتے ہیں۔

اذا فجائیہ کا ترجمہ کرنے کے سات (7) کے طریقے:

(1): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "**جبھی**" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

اِذَا دعَاکُم دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ:

جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا جبھی تم نکل پڑو گے۔

اس مثال میں دوسرا "اِذَا": "اذا" فجائیہ ہے۔

(2): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "**اسی وقت**" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

اِذَا دعَاکُم دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَا اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ:

جب تمہیں پکار کر زمین میں سے بلائے گا اسی وقت تم نکل آ ؤ گے۔

اس مثال میں دوسرا "اِذَا": "اذا" فجائیہ ہے۔

(3): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "**فوراً**" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ:

اور اگر انہیں ان کے گذشتہ اعمال کے سبب سے دکھ پہنچتا ہے تو فوراً ناامید ہو جاتے ہیں۔

(4): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "تو" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

فَاِذَا اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ:

پھر جب اسے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

(5): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "اچانک" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے۔

(6): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "کیا دیکھتا ہوں کہ" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے۔

(7): کبھی موقع محل کے اعتبار سے "پھر" کے ساتھ ترجمہ کرنے سے عبارت کا معنی اور متکلم کا مقصود واضح ہو جاتا ہے اور ترجمہ میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً:

نَسْلَخُ مِنْهُ النهارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ:

ہم اس کے اوپر سے دن کو اتار دیتے ہیں پھر وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

اذا فجائیہ اکثر حال پر دلالت کرتاھے:

یعنی "اذَا" فجائیہ جس جملے پر داخل ہوتا ہے۔ اکثر اُس کا حال والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

نَسۡلَخُ مِنه النهارَ فِاذَا هُمۡ مُظۡلِمُون:

ہم اس پر سے دن کھینچ لیتے ہیں جبھی وہ اندھیرے میں ہیں۔

خلَقَ الانسانَ مِنۡ نُطۡفة فِاذَا هُو خصيم مُبِيۡن:

اس نے آدمی کو ایک بوند سے پیدا کیا تو جبھی کھلا جھگڑالو ہے۔

اذَا فجائیہ کبھی ماضی پر دلالت کرتاھے:

یعنی "اذَا" فجائیہ جس جملے پر داخل ہوتا ہے کبھی موقع کی مناسبت سے اُس کا ماضی والا ترجمہ کرتے ہیں، جیسے:

و نزَعَ يدَه فاذا هِىَ بَيۡضاءُ للناظرين:

اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی وقت دیکھنے والوں کے لیے سفید نظر آنے لگا۔

اَلۡقَى عصَاهُ فاذَا هِىَ ثُعۡبَان مُبين:

ترجمہ:

تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا وہ فوراً ظاہر اژدھا ہو گیا۔

پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اسی وقت صریح اژدھا ہو گیا۔

ترکیب نحوی:

اَلْقٰی عصَاہُ:

فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ۔

فاء: عاطفہ۔

اذَا: فجائیہ.

هِیَ: مبتدأ...

ثُعْبَان: موصوف۔

مُبین: صفت۔ موصوف صفت ملکر خبر مرفوع۔

مبتدأ اور خبر ملکر جملہ اسمیہ معطوفہ، لا محل لها من الاعراب.

فہرست